تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

05

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

www.tanzeem.org

28 جمادی الثانی تا 5 رجب 1443ھ / یکم تا 7 فروری 2022ء

دُنیا کی محبت

آخرت اور قیامت کے انکار کا ایک بڑا سبب دُنیا کی حد سے بڑھی ہوئی محبت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾﴾ (القیٰمۃ)

''ہرگز نہیں! بلکہ تم لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو!''

یعنی تمہاری گمراہی کا اصل سبب یہ ہے کہ تم عاجلہ کی محبت میں گرفتار ہو، اور اس کے پرستار بن گئے ہو۔ لفظ ''عاجلہ'' عجلت سے بنا ہے، اس سے مراد ''دُنیا'' ہے۔ اس لیے کہ اس کا نفع بھی فوری اور نقد ہے اور نقصان بھی فوری اور نقد۔ اس کی لذتیں بھی بالفعل محسوس ہوتی ہیں اور اس کی کلفتیں بھی فوری اثر کرنے والی ہوتی ہیں۔ تم اس عاجلہ سے دل لگائے ہوئے ہو اور آخرت کی زندگی کو نظر انداز اور فراموش کئے ہوئے ہو۔ یہاں عاجلہ کا لفظ استعمال کر کے اس حقیقت کی جانب توجہ مبذول کرا دی گئی کہ اس دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ فوری لذتوں کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور فوری آسائشوں کو قربان نہیں کر سکتے، وہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اس کے برعکس جنہیں آگے بڑھنا ہوتا ہے اور جو دُور اندیش اور دُور بین ہوتے ہیں وہ فوری راحت و آرام کو تج دیتے ہیں اور سخت محنت کرتے ہیں یہاں تک کہ راتوں کو جاگتے ہیں تاکہ اپنے دُنیوی کیریئر کو روشن بنا سکیں۔ بالکل اسی طرح جو لوگ دُنیا کی فوری لذت اور عیش و راحت کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، جو اس عاجلہ (دُنیا) کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور اس عروسِ ہزار داماد کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہو کر رہ جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ آخرت سے غافل رہتے ہیں اور اللہ کی جناب میں محاسبہ کے لیے کھڑے ہونے کو فراموش کر دیتے ہیں، وہ اُخروی زندگی میں لامحالہ ناکام اور خائب و خاسر ہو کر رہیں گے۔ لیکن افسوس کہ انسان مختصر حیاتِ دُنیوی میں تو مستقبل سے غافل نہیں ہوتا، لیکن آخرت کی ابدی زندگی سے غافل رہتا ہے۔

قرآن کریم کا منتخب نصاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
پاکستانی معیشت.....(انسدادِ سود کی جدوجہد-2)

عارضی مشقت: دائمی شاہانہ زندگی

سانحہ مری اور ہمارا قومی طرزِ عمل

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ازور (52)

......فریاد و فغاں ڈوب گئی!

بدترین انسان کی پہچان

الہدیٰ (971)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اللہ کے سوا کسی پر بھروسا کی ضرورت نہیں

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیات: 58، 59

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَا ۝58 الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ڔ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔـلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝59

آیت: ۵۸ ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ﴾ ’’اور آپؐ توکل کیے رکھیے اُس زندۂ جاوید ہستی پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے۔‘‘

﴿وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَا ۝58﴾ ’’اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لیے کافی ہے۔‘‘

کافر لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ان کے کرتوتوں کو کوئی دیکھ نہیں رہا ہے۔ وہ اللہ جو الحیّ اور القیوم ہے‘ اپنے بندوں کے حال پر ہر آن نظر رکھے ہوئے ہے۔ ان لوگوں کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک بات جواب دہی کے لیے اُس کے ہاں ریکارڈ ہو رہی ہے۔ دوسری طرف اہل ایمان کے نیک اعمال کی بھی ایک ایک تفصیل لکھی جا رہی ہے تاکہ انہیں ان کا بھرپور بدلہ دیا جا سکے۔

آیت: ۵۹ ﴿الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ڔ﴾ ’’وہی کہ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے مابین ہے چھ دنوں میں‘ پھر وہ متمکن ہو گیا عرش پر۔‘‘

﴿اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔـلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝59﴾ ’’وہ رحمٰن ہے! تو پوچھ لو اس کے بارے میں کسی خبر رکھنے والے سے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کی صفات اور شان کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو کسی صاحب علم سے پوچھو! جب کبھی انسان اپنے متعلق سوچتا ہے یا اس کائنات کی تخلیق کے بارے میں غور کرتا ہے تو اُسے احساس ہوتا ہے کہ کوئی تو ہے جس نے اُسے پیدا کیا ہے‘ اس کائنات کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے خالق کے بارے میں جاننا چاہتا ہے‘ اُس تک رسائی چاہتا ہے‘ اسے پانا چاہتا ہے۔ یہ سوچ اور یہ تجسس انسان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ انسانی فطرت کی اسی آواز کو کسی شاعر نے الفاظ کے قالب میں اس طرح ڈھالا ہے:

مجھ کو ہے تیری جستجو‘ مجھ کو تری تلاش ہے
خالق مرے کہاں ہے تُو؟ مجھ کو تری تلاش ہے!

فرمان نبویؐ

تواضع کی حقیقت

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ)) (رواہ مسلم)

حضرت عیاض بن حمار ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم عاجزی اختیار کرو اور منکسر المزاج بن کر رہو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے‘ اپنی بڑائی نہ جتائے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے اور نہ کوئی کسی کا حق مارے۔‘‘

تشریح: اس حدیث میں تواضع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہ مومنوں کی اخلاقی صفات میں سے ایک بہت بلند پایہ اخلاقی صفت ہے۔ ’’تواضع‘‘ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے سے کم مرتبہ لوگوں کو حقیر نہ سمجھے اور ان پر زیادتی نہ کرے بلکہ ان سے برادرانہ برتاؤ کرے۔ ذی مرتبہ لوگوں اور افرادِ حکومت کو سب سے زیادہ ’’تواضع‘‘ کا مظاہرہ کرنا چاہیے تاکہ ریاست کے باشندوں کو امن اور اطمینان کی زندگی نصیب ہو۔ ہمیں چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ انکساری سے پیش آئیں اور ایک دوسرے پر تفاخر و مباہات سے پرہیز کریں۔

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل (قسط:14)

پاکستانی معیشت کے خدوخال (انسدادِ سود کی جدوجہد-2)

(گزشتہ سے پیوستہ) 1991ء میں جسٹس تنزیل الرحمٰن کی سربراہی میں فیڈرل شریعت کورٹ نے معرکۃ الآراء فیصلہ صادر کیا، جس میں سود کی ہر قسم کو ربا ہی قرار دیا گیا تھا۔ اُس فیصلے کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ نے سرد خانے میں ڈال دیا۔ اِس دوران بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے سود کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ پھر یہ اہم واقعہ ہوا کہ پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف اور برادرِ خورد شہباز شریف جو وزیر اعلیٰ پنجاب تھے، اپنے والد میاں شریف کی سربراہی میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے خصوصی ملاقات کے لیے قرآن اکیڈمی لاہور تشریف لائے اور ڈاکٹر صاحب سے پختہ وعدہ کیا کہ وہ جلد از جلد ملک سے سود کی لعنت کو ختم کر دیں گے۔ لیکن ستم ظریفی ملاحظہ کریں کہ اِسی وزیر اعظم نواز شریف نے UBL کے ذریعے اِس مبارک فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ بہر حال یہ فیصلہ سات (7) سال تک منجمد رہا' بالآخر 1999ء کے اوائل میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں ایک شریعت اپیلیٹ بینچ تشکیل دیا گیا جس نے کئی ماہ تک مسلسل ان اپیلوں کی سماعت کی۔ اس پانچ رکنی بینچ میں جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان بطور چیئرمین شریک تھے' جبکہ جناب جسٹس وجیہہ الدین' جناب جسٹس منیر اے شیخ' جناب جسٹس مفتی مولانا تقی عثمانی اور جناب جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی بطور ممبر شامل تھے۔ معزز عدالت نے سماعت کے دوران مقدمہ میں زیرِ بحث آنے والے اہم فقہی' معاشی' معاشرتی' قانونی اور آئینی ایشوز پر رہنمائی حاصل کرنے کے لیے فریقین کے وکلاء کے علاوہ ماہرین علم و فن سے بھی اپیل کی کہ وہ زیرِ بحث مسئلہ کے حوالے سے عدالت کی معاونت کریں۔ چنانچہ پاکستان سمیت اسلامی دنیا کے متعدد نامور محققین اور قانون دان حضرات نے فاضل عدالت سے تعاون کرتے ہوئے اپنی آراء اور تجاویز سے تحریری اور زبانی مستفید کیا اور جدید و قدیم معاشی کتب و جرائد کے بے بہا ذخیرے میں سے اہم اقتباسات کی نقول عدالت کے ریکارڈ پر لائی گئیں۔

اس سارے مواد کی چھان پھٹک اور علماء اور وکلاء کی بحثوں کی سماعت کرنے کے بعد سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو عمومی طور پر درست قرار دیتے ہوئے جدید بینکاری سمیت تمام دیگر سودی قوانین کو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ممنوع اور حرام قرار دے دیا اور حکومتِ وقت کو مزید مہلت دیتے ہوئے ہدایت جاری کی کہ وہ جون 2001ء تک تمام غیر اسلامی قوانین کو نئے قوانین سے بدل کر بینکنگ سمیت دیگر معاشی معاملات کو سود سے پاک کر دے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

28 جمادی الثانی تا 5 رجب 1443ھ جلد 31
یکم تا 7 فروری 2022ء شمارہ 05

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا' یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

شریعت اپیلیٹ بینچ کا یہ فیصلہ ایوان ہائے اقتدار و طبقہ ہائے استحصال کے لیے ایک شمشیر برہنہ کی صورت اختیار کر گیا اور اُن تمام طبقات نے یک زبان ہو کر اعلیٰ عدالت سے ''دادرسی'' کے لیے رجوع کیا جن کے مفادات پر حرف آنے کا امکان پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ جون 2001ء آنے سے پہلے پہلے مشرف حکومت نے ایک درخواست شریعت بینچ کے سامنے دائر کی جس میں فاضل عدالت سے درخواست کی گئی تھی کہ سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے مزید دو سال کی مہلت دی جائے۔ بظاہر یہ درخواست حکم امتناعی کی عرضی تھی جو جون 2001ء سے پہلے ہی UBL کے ذریعے داخلِ دفتر کروائی گئی تھی۔ چنانچہ اس عرضی کی بنیاد پر عدالت نے درخواست منظور کرتے ہوئے دو سال کی بجائے ایک سال کی مہلت دی اور ہدایت کی کہ جون 2002ء تک مطلوبہ آئینی و انتظامی اقدامات مکمل کر لیے جائیں۔ ایمانداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ حکومتِ وقت اپنی استدعا پر حاصل ہونے والی اس مہلت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خلوصِ نیت کے ساتھ قوانین کی تبدیلی کا کام مکمل کرتی۔ لیکن عملاً کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہ کی گئی بلکہ حسبِ معمول سود کی بنیاد پر نئی سکیموں کا اجراء اور نئے قرضے حاصل کرنے کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

جب عدالت کی دی ہوئی مہلت ختم ہونے کو آئی تو UBL کی جانب سے اب نظر ثانی کی ایک درخواست عدالت میں داخل کی گئی۔ اس دوران ایک بڑا واقعہ یہ رونما ہو چکا تھا کہ PCO پر حلف نہ اٹھانے کی بنا پر جسٹس خلیل الرحمٰن خان اور جسٹس وجیہہ الدین احمد ریٹائر کر دیے گئے...... ' جسٹس محمود احمد غازی بھی ایک اور حکومتی عہدے پر فائز ہونے کی بنا پر شریعت اپیلیٹ بینچ کا حصہ نہ رہے۔ صرف جسٹس منیر اے شیخ اور جسٹس مفتی مولانا محمد تقی عثمانی بطورِ فاضل جج بینچ کا حصہ باقی رہ گئے۔ لیکن سماعت سے متصلاً قبل ایک بڑا ''دھاکہ'' یہ کیا گیا کہ جسٹس مولانا تقی عثمانی' جو سود سے متعلق اپیل کا فیصلہ لکھنے والے ججوں میں شامل تھے اور اپنی علمی و دینی وجاہت کے اعتبار سے باقی تمام ججز میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے' انہیں بغیر کوئی وجہ بتائے اپیلیٹ بینچ سے فارغ کر دیا گیا' اور علماء نشستوں پر نئے بینچ میں جناب علامہ خالد محمود اور جناب رشید احمد جالندھری کو شامل کر لیا گیا۔ اس طرح نظر ثانی کی درخواست کی سماعت جس بینچ نے کی' اُس میں سابقہ بینچ کے شرکاء میں سے صرف جسٹس منیر اے شیخ باقی رہ گئے اور باقی تمام حضرات کی نئے ججز کے طور پر تقرری عمل میں لائی گئی۔ چنانچہ اس نئے بینچ میں جسٹس شیخ ریاض احمد کو بطور چیئرمین منتخب کیا گیا۔ جبکہ جسٹس قاضی محمد فاروق' جسٹس ڈاکٹر خالد محمود اور جسٹس رشید احمد جالندھری کو اس بینچ کا حصہ بنا دیا گیا۔

اس نئے تشکیل دیئے گئے شریعت اپیلیٹ بینچ میں ہونے والی کارروائی کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ نظر ثانی کی اس درخواست پر UBL کے وکیل راجہ محمد اکرم نے 12 جون 2002ء کو بحث کا آغاز کیا۔ راجہ اکرم نے قرآنِ مجید کی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کی کہ جدید بینکنگ کا نظام ''بیع'' کے وسیع تر مفہوم پر پورا اترتا ہے' اس لیے بینک انٹرسٹ کو ربا قرار دے کر ممنوع کر دینا درست نہیں۔ گویا یہ بات ازسرِ نو طے کی جائے کہ بینک انٹرسٹ ربا ہے یا نہیں......؟ نیز انہوں نے یہ مؤقف بھی اختیار کیا کہ اسلام کے نزدیک سود کی صرف ظالمانہ شرح ہی ناجائز ہے اور سمپل انٹرسٹ اُن کے بقول ظالمانہ نہیں۔ انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ سود کی تعلیمات قانونی درجے کی نہیں ہیں بلکہ اخلاقی درجے کی ہیں۔ اس لیے سود کی ممانعت بذریعہ قانون نافذ کرنا انصاف کے مطابق نہیں۔

حکومت پاکستان کے وکیل رضا کاظم نے دلائل کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ حکومت UBL کی درخواست اور معروضات سے پورا اتفاق کرتی ہے۔ شریعت اپیلیٹ بینچ اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں پر عمل درآمد ناممکن ہے۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ربا اور سود کے امتناع سے ملک میں معاشی انارکی پھیلے گی اور تمام کاروبارِ معیشت درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لیے انہوں نے سابقہ فیصلے کی تنسیخ کا مطالبہ کیا اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ حکومت نے غیر سودی نظام نافذ کرنے کے سلسلے میں 53 اسلامی ممالک سے رابطہ کیا ہے' لیکن تمام ممالک نے یہی مشورہ دیا ہے کہ سود سے پاک بینکنگ کا نظام ناقابلِ عمل ہے...... بلکہ یہ بھی کہ یہ معیشت کے لیے تباہ کن ثابت ہو گا ...... اور اس طرح ہم بین الاقوامی برادری سے کٹ جائیں گے......اور ہمارا زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔

اس مرحلے پر حکومتی وکیل نے اپنے ساتھی ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی کو بھی عدالت کے سامنے اپنی معروضات اور دلائل دینے کے لیے پیش کیا۔ ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی نے اپنے مخصوص انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سابقہ بینچ نے قرآن وسنت کے متعدد احکامات سے انحراف کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور دیگر فقہاء کے نظریات کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کے تمام شہریوں کو چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم'

ایک ہی لاٹھی سے ہانکا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے دعووں کے حق میں قرآن وسنت اور امام ابوحنیفہؒ کے اقوال سے واضح ثبوت فراہم نہیں کیے' تاہم دعوے اس اذعان کے ساتھ کیے کہ گویا...... جو کہا ہے بالکل درست ہے۔

ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی کے بعد اٹارنی جنرل آف پاکستان مخدوم علی خان نے بھی عدالت کے سامنے سابقہ فیصلوں پر تنقید کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ وفاقی شرعی عدالت اور شریعت اپیلیٹ بینچ نے سماعت کرتے ہوئے آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 29، 30(2)، 38(F)، 81(C)، 121(C) میں بیان کیے گئے ضوابط کے مطابق نہ تو اپنے اختیاراتِ سماعت کا خیال رکھا اور نہ ہی اس بات کا کہ وفاقی شرعی عدالت یا شریعت اپیلیٹ بینچ کے سامنے یہ مقدمات دائر بھی کیے جاسکتے ہیں یا نہیں۔

دوسری طرف سے جناب محمد اسمٰعیل قریشی' جناب جسٹس (ریٹائرڈ) خضر حیات اور جناب حشمت علی حبیب نے بھی عدالت کے سامنے دلائل پیش کیے اور انہوں نے موجودہ بینچ کی تشکیل پر اعتراض کرتے ہوئے یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ بینچ آئین کے ضوابط کے مطابق تشکیل نہیں دیا گیا۔ نیز یہ دلیل بھی پیش کی گئی کہ نظر ثانی کے معاملے میں عدالت کے اختیارات بہت محدود ہوتے ہیں۔ اور جن قوانین' ضوابط اور حقائق کا جائزہ فیصلہ دینے والی عدالت عظمیٰ تفصیل سے لے چکی ہو انہیں نظر ثانی کی آڑ میں دوبارہ نہیں اٹھایا جاتا۔ جبکہ مخالف وکلاء نے جن امور کو نظر ثانی کی بنیاد بنایا ہے ان سب پر تفصیل سے بحث وسماعت کرنے کے بعد ہی سابقہ فیصلے صادر کیے گئے تھے۔ یہ دلیل بھی پیش کی گئی کہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر جزوی عمل ہو چکا ہے' اب قانون اس پر نظر ثانی کی اجازت نہیں دیتا۔

چند دن کی مختصر سماعت کے بعد نظر ثانی کے لیے تشکیل کردہ بینچ نے انتہائی عجلت میں 24 جون 2002ء کو اپنا فیصلہ سناتے ہوئے شریعت اپیلیٹ بینچ کا 23 دسمبر 1999ء کا فیصلہ اور وفاقی شرعی عدالت کا 14 نومبر 1991ء کا فیصلہ بیک جنبش قلم منسوخ کر دیا اور مقدمے کو ازسرِنو سماعت کے لیے دوبارہ وفاقی شرعی عدالت میں بھیجنے کے احکامات صادر کر دیے۔ اس طرح اس عدالت نے سابقہ نصف صدی کی طویل کوششوں اور جاں گسل محنتوں کو صفر سے ضرب دے کر معاملہ وہاں پہنچا دیا کہ گویا ہنوز روزِ اوّل است۔

مذکورِ بالا تاریخی حقائق کو سامنے رکھا جائے تو چند اہم سوالات بلکہ اشکالات سر اٹھاتے ہیں:

1۔ سب سے پہلا اشکال یہ ہے کہ ''نظر ثانی'' اور ''اپیل'' میں ایک بنیادی فرق ہوتا ہے۔ اپیل میں نئے سوالات کی محدود پذیرائی ہی ہو سکتی ہے مگر نظر ثانی میں نئے سوالات نہیں اٹھائے جاسکتے۔ آخر کیا وجہ تھی کہ عدالت نے نہ صرف نئے سوالات اٹھانے دیے بلکہ اُن نئے سوالات کی بنیاد پر وفاقی شرعی عدالت اور شریعت اپیلیٹ بینچ کے فیصلوں کو بھی منسوخ کر دیا؟

2۔ اس فیصلے کا سب سے نمایاں وصف بلکہ نقص یہ ہے کہ اس بینچ کے جج صاحبان نے وہ وجوہات بیان ہی نہیں کیں جن کی بنیاد پر وہ اتنے اہم اور دُور رس فیصلوں کو کالعدم قرار دے رہے تھے۔ فیصلے میں صرف وہ بحثیں نقل کی گئیں ہیں کہ فلاں وکیل نے یہ کہا اور فلاں نے یہ۔ اور جن وکلاء کے دلائل نقل کیے گئے ہیں وہ بھی صرف وہ ہیں کہ جنہوں نے سابقہ فیصلے کے خلاف دلائل دیے۔ دوسری طرف کے وکلاء کی بحثوں اور دلائل کو قابلِ ذکر ہی نہیں سمجھا گیا۔ اسی طرح نہ تو دلائل کو پرکھا گیا اور نہ ہی انہیں یکجا کر کے بتایا گیا کہ یہ وجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر نظر ثانی کی جارہی ہے اور یہ یہ وجوہات ہیں کہ جن کی بنا پر سابقہ فیصلوں کو کالعدم قرار دینا ناگزیر قرار پاتا ہے۔ کیا اس طرح سے دیے گئے فیصلے کا کوئی تقدس باقی رہ جاتا ہے؟

3۔ نظر ثانی کی سماعت کرنے والے فاضل اراکینِ بینچ (جو PCO پر بھی حلف اُٹھائے ہوئے تھے) کی اہلیت' نیک نامی اور علمی مرتبہ 1999ء کے شریعت اپیلیٹ بینچ میں شامل فاضل ججز کے مقابلے میں کہیں کم نظر آتا ہے۔ عوامی رائے کے مطابق موجودہ بینچ کسی بھی اعتبار سے سابقہ بینچ کے پاسنگ بھی نہیں تھا۔ اس کے باوجود موجودہ بینچ اخلاقی وقانونی norms کو بائی پاس کرتے ہوئے سابقہ دونوں عدالتوں کے فیصلوں کو کالعدم قرار دے رہا ہے......' گویا نظر ثانی کی PCO عدالت شاید سپریم کورٹ کی آزاد عدالت سے بھی بالاتر کوئی عدالت تھی؟ آخر ایسا کیوں ہوا؟

4۔ 1999ء کے بینچ نے جب ربا کے کیس کی سماعت شروع کی تو ہفتہ بھر تک وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ پڑھوا کر کورٹ میں سنا۔ جبکہ 2002ء کی عدالت نے نہ تو سماعت کے دوران وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ سنا اور نہ ہی شریعت اپیلیٹ بینچ 1999ء کا فیصلہ سنا گیا۔ کیا اس طرح اس فیصلے کی حیثیت قانونی اور اخلاقی طور پر مجروح نہیں ہو جاتی؟

5۔ سب سے اہم اشکال یہ ہے کہ اگر سابقہ عدالتوں کے فیصلے میں کچھ نقائص رہ گئے تھے تو موجودہ نظر ثانی کے بینچ کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اتنے اہم سوالات کی خود سماعت کرتی اور پھر اُن پر اپنا فیصلہ سناتی' ایسا کیوں نہ کیا گیا؟ اس کے برعکس سابقہ دونوں فیصلوں کی نفی کرتے ہوئے سود کے مقدمے کو دوبارہ ایک نچلی عدالت میں بھیجنے کا صاف مطلب تو یہی نظر آتا ہے کہ پھر ایک طویل عرصے کے لیے سود پر مبنی ظالمانہ غیر اسلامی نظام کو غیر معینہ مہلت دے کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ جاری رہے گی۔'' (جاری ہے)

ماخذ: www.giveupriba.com

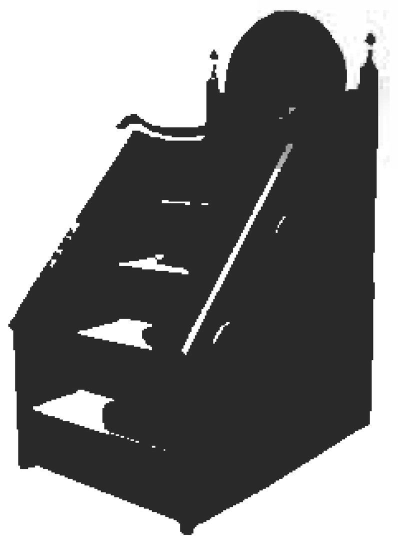

عارضی مشقت : دائمی شاہانہ زندگی

(سورۃ الواقعہ کی آیات 15 تا 21 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 14 جنوری 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورۃ الواقعہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس سورت میں انسانوں کے ان تین گرہوں کا ذکر ہے جو روز قیامت وجود میں آئیں گے۔ ان میں سے سابقون یعنی سبقت لے جانے والوں کے متعلق گزشتہ نشست میں بھی ہم نے مطالعہ کیا تھا۔ اسی گروہ کو مقربین کا خطاب بھی دیا گیا۔ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے بہت پسندیدہ لوگ ہوں گے اور اللہ اپنی جنتوں میں انہیں اپنے قرب سے سرفراز فرمائے گا۔ انہی کے متعلق آگے فرمایا:

﴿عَلٰی سُرُرٍ مَّوۡضُوۡنَۃٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّکِـِٕیۡنَ عَلَیۡہَا مُتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۱۶﴾﴾ ''جڑاؤ تختوں پر، ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے آمنے سامنے۔''

سورۃ الدھر میں ذکر آیا کہ اللہ تعالیٰ ہر جنتی کو بادشاہت عطا فرمائے گا۔ ان کا رہن سہن بادشاہوں والا ہوگا۔ ان کے لیے شاہانہ تخت ہوں گے جو ہیرے جواہرات، موتیوں اور سونے کی تاروں سے جڑے ہوں گے اور شاہانہ تختوں پر یہ جنتی ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یعنی انتہائی شاہانہ زندگی ہوگی۔ اس دنیا میں آج ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ جنہیں اللہ نے مال و دولت اور اقتدار سے نوازا ہے وہ کس قدر شاہانہ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں، عرب کے شیوخ کو تصور میں لائیں، ان کے واش روم کے نلکے بھی سونے کے ہیں، ان کی رہائش گاہیں، سیر گاہیں اور شکار گاہیں ایسی ہیں جن کا ہم صرف تصور ہی کر سکتے ہیں البتہ یہ دنیا کا سامان سب اسی دنیا میں رہ جائے گا۔ ذرا تصور کیجیے کہ اس شاہانہ زندگی کا کیا عالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو جنت میں عطا فرمائے گا۔ اس دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترین کوئی شے بھی جنت کی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حدیث مبارکہ میں ذکر ہے کہ:

((مَالَا عَیۡنٌ رَأَتۡ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلۡبِ بَشَرٍ)) (متفق علیہ) ''جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا گمان ہی گزرا۔''

ذرا تصور میں لایئے کہ ان عرب شیوخ کے وہ عارضی گھر جن میں سال میں چند دن آ کر قیام کرتے ہیں ان میں بھی انہوں نے سونے کے بیڈ اور سونے کے نلکے لگائے ہوئے ہیں اور ہر طرح کا سامان تعیش موجود ہے تو اللہ کی

مرتب: ابو ابراھیم

وہ جنتیں جو مقربین کے لیے اللہ نے بنائی ہیں ان کے اعلیٰ معیار اور سامان زیب و زینت کیا عالم ہوگا۔ مفسرین نے کہا کہ ان کے تخت اور ان کے بیڈ بھی ایسے ہوں گے جن میں جواہرات لگے ہوئے ہوں گے، موتی لگے ہوئے ہوں گے، وہ سونے کے ہوں گے اور وہ ہیرے، جواہرات اور سونا بھی دنیا کا نہیں ہوگا بلکہ جنت کا ہوگا۔ ان عالی شان تختوں پر جنتی جن تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے وہ بھی بہت عالی شان ہوں گے۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ اللہ نے شوق دلایا ہے کہ جنت کا شوق رکھنا چاہیے لیکن یہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر دنیا میں ہمیں محنت کے بغیر کچھ نہیں ملتا تو اتنی عالی شان جنتیں بغیر محنت کے کس طرح مل جائیں گی۔ ان جنتوں کے لیے اس دنیا میں محنت کرنا پڑے گی، جان اور مال کی قربانی دینا پڑے گی۔ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرنا پڑے گی۔ بجائے اس کے عرب شیوخ کی طرح ہم نے اس دنیا میں آرام و سکون اور تعیش کو اپنا مقصد بنا لیا۔ اللہ کی جنت اتنی سستی نہیں ہے کہ ہمیں گھر بیٹھے مل جائے گی۔ اللہ کی جنت بہرحال مشقتوں سے گھری ہوئی ہے۔ ادھر مشقت ہے اور اُدھر آرام ہے۔ ادھر محنت ہے تو اُدھر ریلیکسڈ موڈ ہوگا، تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے آمنے سامنے۔ کبھی چہرہ سامنے رکھنے کے بجائے دائیں بائیں دیکھنا بڑی بے ادبی، بدتہذیبی کی بات سمجھی جاتی تھی۔ آج کل تو سمارٹ فون کی وجہ سے جو بے ادبی اور بدتمیزی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کوئی ہاتھ ملا رہا ہے تو سمارٹ فون پر مصروفیت چل رہی ہے۔ کوئی آپ کی طرف متوجہ بھی ہے تو سمارٹ فون سے نظریں نہیں ہٹا رہا۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں کیسا ادب سکھایا ہے؟ صحابہؓ فرماتے تھے کہ جب ہم اللہ کے رسول ﷺ سے ملتے تو ہمیں ایسا لگتا کہ حضور ﷺ کو شاید ہم سے زیادہ کوئی محبوب ہی نہیں تھا۔ یہ حضور ﷺ نے تعلیم دی ہے، ادب سکھایا ہے۔ لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ ماں باپ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اور بچے فون پر لگے ہوئے ہیں۔ ان کو بلانے کے لیے وائس کال کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح شاگرد استاد کے سامنے بیٹھا ہے تو ادب کا تقاضا ہے کہ استاد کی جانب متوجہ رہا جائے، کوئی مہمان ہے تو اس کو وقت دیا جائے لیکن ہمارے ہاں ٹرینڈ چل پڑا ہے کہ اگلا ہاتھ دے تو ہاتھ نہیں ملا رہے، اگلا ہم سے وقت لے کر آیا ہے ہم دوسری طرف بیٹھے ہوئے سوشل میڈیا پر مصروف ہیں۔ جنت میں اس طرح کی کوئی منفی سرگرمی نہیں ہوگی بلکہ جب جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کے لیے اکٹھے ہوں گے تو آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ آگے فرمایا:

﴿يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾﴾ ’’ان پر گردش کر رہے ہوں گے وہ لڑکے جو سدا اسی طرح رہیں گے۔‘‘

مفسرین نے ایک رائے یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے جنتیوں کے لیے حوریں پیدا فرمائے گا اسی طرح خدمت کے لیے نوجوان خدمت گار بھی پیدا کرے گا جن کی عمریں ہمیشہ ایک جیسی رہیں گی۔ ہمارے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور کچھ علماء نے اس میں ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ ہم گھرانوں میں لڑکوں کو ملازم رکھتے ہیں۔ جیسے ہی وہ لڑکا بڑا ہوتا جاتا ہے اور پھر ایک سٹیج آتا ہے کہ اس کو گھر میں نہیں رکھا جاسکتا۔ جنت میں اس طرح کا مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔ جو خدمت گار لڑکے ہوں گے وہ لڑکے ہی رہیں گے اور وہ مزاجوں سے واقف ہوں گے جس شے کی ضرورت ہوگی پیش کریں گے۔ آگے فرمایا:

﴿بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾﴾

’’آبخورے‘ صراحیاں اور شرابِ خالص کے جام لیے ہوئے۔‘‘

آبخورے اور آفتابے ماضی کی قدیم اردو کے الفاظ ہیں۔ آج کل ان کے لیے جدید الفاظ جگ، گلاس ہیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب اور اس دور کے مترجمین نے جگ اور گلاس کا ترجمہ کیا ہے۔ بہرحال یہ خدمت گار لڑکے خوبصورت صراحیوں اور دیدہ زیب گلاسوں میں خالص شراب پیش کریں گے لیکن وہ شراب صاف، شفاف ہوگی۔ جنت کی شراب کو شراب طہور کہا جاتا ہے۔ یعنی پاکیزہ شراب۔ فرمایا:

﴿لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾﴾ ’’(اس سے) نہ تو ان کے سروں میں کوئی گرانی ہوگی اور نہ ہی وہ بہکیں گے۔‘‘

دنیا میں تو شراب ام الخبائث ہے یعنی گندے کاموں کی جڑ اور بنیاد ہے اور صرف شراب ہی نہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر نشہ آور شے شریعت کے اندر حرام کی گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس شے کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب آدمی نشے میں مست ہو جائے، تب حرام ہوتی ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ شریعت کے مسائل ہماری عقلوں سے حل نہیں ہوتے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو فرمادیا وہی اصل حکم ہے۔ نشہ کا معاملہ شراب تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر وہ شے جو نشہ پیدا کرے اس کی حرمت کا حضور ﷺ نے فرمادیا۔ آج کل تو عصری تعلیمی اداروں میں پتا نہیں کتنے قسم کے نشے چل رہے ہیں اور ہمارے بچوں اور بچیوں کی جوانیاں برباد ہو رہی ہیں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ اللہ دین سے جوڑے رکھے اور خوف خدا عطا فرمائے۔ ہم نے بھی کوشش کرنی ہے اور ہمارے حکمران اور ذمہ داران بھی کوشش کریں کہ ان باتوں کو روکا جائے۔ اس طرح کے کام کرنے والوں کو نہ لائسنس ایشو کیے جائیں اور نہ ان کو کوئی چھوٹ دی جائے۔ اللہ فرماتا ہے کہ جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان کو چھوڑ دینے میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ آج رک جائے اس دنیا کی عارضی اور تھوڑی سی زندگی میں تو کل اپنی جنتوں میں حلال کر کے ایسے دوں گا کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ قرآن جنت کی شراب کو پاکیزہ شراب کہتا ہے۔ جن صراحیوں اور جاموں میں یہ پیش کی جائے گی ان کا ذکر کرتا ہے، اس کے فلیورز کا ذکر کرتا ہے، اس کی نہروں کو جاری کرنے کا ذکر کرتا ہے، اس کے سرور کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دنیا میں اس کو چھوڑ دو، دنیا میں اس سے رک جاؤ۔ اسی میں تمہارا امتحان بھی ہے اور اسی میں تمہارا بھلا بھی ہے۔ کتنی زندگیاں برباد ہوتی ہیں، اور کتنے جرائم نشے کی حالت میں سرزد ہوتے ہیں، چاہے وہ زنا کے معاملات ہوں، چاہے راز فاش کرنے کے معاملات ہوں۔ کتنی طویل فہرست ہے اُن گناہوں کی جو ایک شراب کے گندے عمل کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا گیا کہ یہ شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے اندر نفرتیں پیدا کرنا چاہتا ہے، آپس میں لڑوانا چاہتا ہے، اخلاقیات سے دور کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے دنیا

پریس ریلیز 28 جنوری 2022ء

مملکتِ خداداد پاکستان کے تحفظ میں جان نثار کرنا عظیم شہادت ہے

شجاع الدین شیخ

مملکتِ خداداد پاکستان کے تحفظ میں جان نثار کرنا عظیم شہادت ہے۔ تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے یہ بیان بلوچستان کے ضلع کیچ میں دہشت گردوں کے حملے سے پاک فوج کے دس جوانوں کے شہید ہونے پر دیا۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کے ایران سے متصل باڈر چیک پوسٹ پر اس خوفناک دہشت گردی نے کئی سوال کھڑے کر دیے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ خطے میں ہونے والی تبدیلیوں اور اُس حوالے سے پاکستان کے مؤقف نے عالمی سطح پر پاکستان کے دشمنوں کو متحرک کر دیا ہے اور وہ پاکستان کے سکیورٹی اداروں کو ٹارگٹ کر کے پاکستان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کی حفاظت کے لیے سکیورٹی اداروں، میڈیا، دانشوروں اور عوام کو ایک پیج پر ہونا پڑے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس اندوہناک واقعہ کی مکمل تحقیق ہونی چاہیے اور اس کے ذمہ داران داخلی دہشت گردوں اور اُن کی پشت پناہی کرنے والی غیر ملکی قوتوں کو دندان شکن جواب دیا جانا چاہیے۔ تنظیم اسلامی کے امیر نے کہا کہ میں نے چند روز پہلے ہی حکومت پر واضح کر دیا تھا کہ ریاست کو چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اُنھوں نے اپنی بات کو دہراتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت کو اپوزیشن سمیت تمام سٹیک ہولڈرز کو آن بورڈ لینا ہوگا تاکہ ساری قوم متحد ہو کر اِن دہشت گردوں اور اُن کے غیر ملکی پشت پناہوں کے مذموم عزائم کو ناکام بنا سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

میں اسے حرام قرار دیا گیا۔ لیکن جنت کی شراب ان تمام خرابیوں سے پاک ہوگی۔

اللہ تعالیٰ جنت کی نعمتوں کا ذکر کر کے اپنے بندوں کو اس کا شوق دلاتا ہے تاکہ اس کے بندے دنیا کی اس عارضی زندگی میں اس شوق میں رب کی بندگی اختیار کریں اور چند روزہ زندگی میں سرکشیوں اور نافرمانیوں سے باز رہیں۔ پھر دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ کے دین کے لیے مصائب اٹھاتے ہیں، مشکلات کا سامنا کرتے ہیں ان کو قرآن ان جنتوں اور اس کی نعمتوں کا احساس دلاتا ہے جو صلے کے طور پر ان کے لیے بنائی گئی ہیں تاکہ وہ اس دنیا میں ثابت قدم رہیں، ایمان پر ڈٹے رہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور کا تصور کیجیے۔ مکی دور صبر ہی صبر اور مصائب کا دور تھا، مسلمانوں پر ظلم وستم کا دور تھا اور اس دور میں آپ صحابہ کرامؓ کے ایمان کی اس کیفیت کو بھی تھوڑا سا محسوس کریں۔ سیدنا یاسر، سیدہ سمیہ، سیدنا بلال، سیدنا خباب رضی اللہ عنہم اور کچھ دوسرے غلاموں اور کنیزوں کو ذہن میں رکھیے جن پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے۔ حضرت یاسر اور حضرت سمیہ ؓ کو شہید کیا گیا ان کے رشتہ داروں کو اللہ کے رسول ﷺ فرماتے تھے:

’’اے یاسر کے گھر والو! صبر کرنا تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔‘‘

اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا کی فتوحات عطا فرمائیں۔ بعد میں کسریٰ کے کنگن، روم کی فتح بھی ملی ہے۔ ادھر حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ حضور ﷺ کے وہ عظیم صحابہؓ جنہوں نے مکی دور میں مشرکین کے ظلم وستم کا سامنا کیا، شہادت کا رتبہ پایا اور جنہوں نے مصائب برداشت کیے، ان سب کو اگر کسی شے نے اس پر آمادہ کیا تو ان کے ایمان اور یقین نے آمادہ کیا اور یہ ایمان ان کو قرآن کریم سے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے ملا۔ حضرت سمیہ و یاسرؓ کو شہید ہونے پر آمادہ کیا تو جنت کے شوق نے۔ قرآن مکہ میں ان ایمان والوں کو ایک اور عالم کی سیر کروا رہا تھا جس کے سامنے یہ دنیا مچھر کے پر سے بھی زیادہ حقیر اور کمتر ہے۔ اللہ کی رضا مقصود ہو اور جنت کا شوق بھی رکھا جائے تو اس دنیا کی ساری مشقتوں کو جھیلنا، مصائب کو برداشت کرنا اللہ کے بندوں کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے۔

آگے فرمایا:

﴿وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝٢٠﴾ ’’اور میوے جو وہ پسند کریں گے۔‘‘

ہر ایک کی اپنی پسند ہوتی ہے۔ ایک ہی ماں باپ کی اولاد میں سے کسی کو کوئی چیز پسند ہوتی ہے، کسی کو کوئی چیز پسند ہوتی ہے۔ اسی طرح جنتی جو چیز پسند کریں گے وہ انہیں وہاں میسر ہوگی۔ ایک جگہ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝٣١﴾ (حٰم السجدہ) ’’اور تمہارے لیے اس (جنت) میں وہ سب کچھ ہوگا جو تمہارے جی چاہیں گے اور تمہارے لیے اس میں وہ سب کچھ بھی ہوگا جو تم مانگو گے۔‘‘

اللہ کی جنتوں میں ہر ایک جنتی کی پسند کے مطابق نعمتوں کا انتظام ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس دنیا میں اللہ کی چاہت پر عمل کرلو، اُدھر تمہیں وہ ملے گا جو تم چاہو گے۔ دنیا کی اس مختصر زندگی میں اللہ نے جس چیز سے منع کیا ہے اس سے باز آجاؤ، بس تھوڑے سے عرصہ کے لیے میرا حکم مان لو، آج اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کردو تو پھر ہمیشہ تمہاری مرضی چلے گی، جو چاہو گے تمہیں ملے گا، جو مانگو گے عطا ہوگا۔ اتنا پیارا سودا۔ یہ سمجھ آجائے تو بس وارے نیارے ہو جائیں۔ تھوڑی سی زندگی میں اس کی مان لو ہمیشہ کی زندگی میں تمہاری چاہت پر عمل ہوگا۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝٢١﴾ ’’اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں گے۔‘‘

مفسرین نے نقل کیا کہ کوئی پرندہ اڑتا ہوا جا رہا ہوگا اور جنتی خواہش کرے گا کہ یہی پرندہ کھانے میں اس کے سامنے ہو تو چند لمحوں میں وہی پرندہ اس کے سامنے روسٹ شدہ حالت میں موجود ہوگا۔ یعنی جو جنتی کی خواہش ہوگی وہ وہاں پوری ہوگی۔ تبھی تو جنت جنت ہے۔ جنت وہ ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ احادیث کا حاصل کہ ادھر بندہ اُڑتے ہوئے پرندے کو دیکھ رہا ہے، اگلے لمحے اس کی خواہش کے مطابق روسٹ کیا ہوا اس کے سامنے پیش ہوگا۔ اللہ اکبر کبیراً۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ صحابہ کرام ؓ کو ان جنتوں کا یقین تھا تو وہ اپنی جانیں لٹا رہے تھے۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے کس کس طرح ترغیب دلائی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: عمر! تمہیں بتاؤں نہر کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا، برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اور بڑے بڑے پرندے جن کی گردنیں اونٹوں جیسی ہوں گی، وہ اسے پی رہے ہوں گے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یارسول اللہ ﷺ! کیا پیاری بات ہوگی، کیا خوبصورت منظر ہوگا اور کتنے خوش قسمت پرندے ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اے عمر! یہ سوچو کہ وہ کتنے خوش قسمت ہوں گے جو ان پرندوں کا گوشت کھائیں گے۔ اگلی حدیث کم لوگوں نے سنی ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ ان کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ وہ اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب فرشتے انسانی شکل میں آئے تو ان کے لیے بچھڑے کا گوشت روسٹ کر کے لائے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابہؓ! تمہارا رب آج بھی جنت میں بیلوں کو چرا رہا ہے، تیار کر رہا ہے اور جب جنتی جنت میں پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو کھلائے گا۔ اللہ تو سب کچھ تیار کیے بیٹھا ہے لیکن ہم جنت میں جانے کے لیے تیار ہیں یا نہیں؟ یہ ہمیں سوچنا چاہیے۔

’’اے اللہ! ہم تجھ سے جنت الفردوس کا سوال کرتے ہیں۔‘‘ ہم بہت محروم ہوں گے اگر جنت نہ حاصل کر سکے۔ ہم بڑے بدنصیب نہ ہو جائیں اگر جنت سے محروم ہوگئے۔ ہم تو اس دنیا میں کھوئے بیٹھے ہیں، یہاں دل لگا لیا ہے، اس دنیا کے حصول کے لیے بقیہ سارے علوم کھنگال رہے ہیں، کیا ہمیں احساس ہے کہ دائمی زندگی اور اس کی جنتوں کے لیے ہمیں اللہ کا سچا کلام بھی پڑھنا چاہیے؟ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝٨٧﴾ (النساء) ’’اور اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا کون ہوگا؟‘‘

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝١٢٢﴾ (النساء) ’’اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے؟‘‘

کیا اس سچے رب کے سچے کلام پر ہمارا یقین ہے؟ اگر یقین ہے تو پھر اس دنیا کی ساری شاہانہ چیزوں کی ہمارے لیے کوئی وقعت نہیں ہونی چاہئیں۔ ہماری نظریں اللہ کی ان عالی شان جنتوں پر ہونی چاہئیں۔ آج تھوڑی مشقت ہے، محنت ہے، تکلیف ہے لیکن وہ ان نعمتوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے جو جنت میں ہمارا انتظار کر رہی ہیں۔ ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ اللہ ہم سب کو اس کا یقین عطا فرمائے اور ہمیں جنت کا شوق اور اس کی طلب عطا فرمائے۔ آمین!

اگر ہم نے اسلام نافذ نہیں کیا تو ہم قومی سطح سے ہی نہیں بلکہ انسانی سطح سے بھی گرتے چلے جائیں گے۔

ہمارا دوبارہ عروج نظام اسلام کے نفاذ سے مشروط ہے: ڈاکٹر محمد حماد لکھوی

اللہ نے حکم دیا ہے کہ امانتیں (عہدے اور ذمہ داریاں) اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ اگر ہم اس کے برعکس رویہ اختیار کرتے ہیں تو پھر خمیازے کے طور پر ظلم، ناانصافی اور تباہی معاشرے اور عوام کا مقدر ہوگی: آصف حمید

سانحہ مری اور ہمارا قومی طرزعمل ...... کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ہماری حکومتیں سانحات کے حوالے سے بہت زیادہ غفلت کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ چند دن پہلے مری میں واقعہ ہوا جس میں 23 قیمتی جانیں تلف ہوئی ہیں۔ اس واقعہ پر حکومتی طرزعمل کیسا تھا؟

ڈاکٹر محمد حماد لکھوی: قوموں کی نفسیات پروان چڑھنے میں دہائیاں لگتی ہیں۔ ہماری قوم ایک ایسے نکتہ پر کھڑی ہے کہ ہم کسی چیز کی اونرشپ لینے کے لیے تیار نہیں ہیں، کسی چیز کو اپنا نہیں سمجھتے۔ ہماری ذمہ داری ہے، ہمارا آفس ہے، ہمارا پورٹ فولیو ہے، ہمارا ملک ہے، ہمارا ادارہ ہے لیکن ہم کسی کو اپنا نہیں سمجھ رہے ہوتے۔ اگر ہم اپنا سمجھ رہے ہوں تو ہمارا رویہ مختلف ہو، جس گھر کو ہم اپنا سمجھ رہے ہوتے ہیں وہاں ہم کبھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ اگر ہم اس ملک کو اپنا گھر سمجھیں، اس ملک کی اونرشپ لینے والے ہوں تو اس کے معاملے میں بھی کبھی غفلت نہ کریں۔ درحقیقت حکومتی مشینری کا ہر ایک بندہ مری واقعہ کا ذمہ دار ہے۔ اس ملک کا ہر شہری بھی اس کا ذمہ دار ہے۔ اگر ملک میں کوئی سانحہ ہو رہا ہے تو اس کو حل کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے کیونکہ اس کا تعلق ہمارے ایمان سے بھی ہے، ہمارے طرزعمل اور ہماری نفسیات سے بھی ہے۔ یہ صرف سادہ غفلت نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ایمان کے ساتھ بھی ہے۔

سوال: قدرتی آفات سے تحفظ کی ذمہ داری کسی ادارے کی ہے یا پھر یہ ایک اجتماعی ذمہ داری ہے یا پھر ہمارے عوام لاوارث ہیں؟

آصف حمید: قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

''یقیناً اللہ انسانوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا' بلکہ لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔'' (یونس:44)

اگر ہم مری واقعہ کا جائزہ لیں تو اس میں ہمارے طرزعمل اور ہماری سوچ کی عکاسی ہوتی ہے۔ اگر حکومتی اہلکاروں کی بات کریں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔'' (النساء:58)

یعنی ذمہ داریاں ان لوگوں کو دی جائیں جو اس کے اہل

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہوں۔ جس پر ہمارا اعتماد ہوگا تو ایسے ہی بندے کے پاس اپنی امانت رکھوائیں گے۔ اسی طرح یہ ذمہ داریاں اور یہ عہدے بھی امانت ہیں۔ اگر یہ اہل لوگوں کے سپرد نہیں ہوں گے تو اس طرح سب سے پہلے اللہ کا حکم توڑا جا رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس طرح جو ظلم جنم لے گا اس کے ذمہ دار بھی ہم خود ہوں گے، اس کا نقصان بھی ہم بھگتیں گے۔ اللہ تو ظلم نہیں کر رہا، اُس نے حکم دے دیا کہ ذمہ داریاں اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ ہمارے ہاں ایک ٹرینڈ بن گیا ہے سفارش اور رشوت کی بنیاد پر سرکاری عہدے ملازمتیں حاصل کرنا۔ حکومتی اہلکاروں کے بارے میں کسی نے کہا تھا کہ یہ کچھ نہ کرنے کی تنخواہ لیتے ہیں اور کچھ کرنے کے پیسے لیتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ! لہٰذا اللہ کے اس حکم کی نافرمانی کی سزا پھر پورے معاشرے اور عوام کو ملتی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں اس سے بڑے طوفان آتے ہیں لیکن کیونکہ وہاں امانتیں یعنی عہدے صحیح لوگوں کے سپرد کیے گئے ہوتے ہیں لہٰذا وہ متاثرین کی بھرپور مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حماد لکھوی: آفات پوری دنیا میں آتی ہیں اور ہلاکتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اصل میں دیکھا یہ جاتا ہے کہ ذمہ داروں نے اپنا کردار ادا کیا یا نہیں کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قدرتی آفات کا مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نااہل لوگوں کو مناصب دے دیے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے۔ ایک دیہاتی بدو نے آپ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہو جائیں تب قیامت کا انتظار کرنا۔ اس بدو نے پھر پوچھا: امانتیں ضائع ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد کیے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔''

اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ یہ قرب قیامت کی نشانی ہے کہ عہدے اور ذمہ داریاں نااہل لوگوں کے پاس آ جائیں گی۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جب آپ کسی غلط آدمی کو غلط جگہ پر بٹھا دیں گے تو پھر وہ جو کچھ کرے گا وہ قیامت ہی ہوگی۔ یعنی اس سے قیامت ہی کی توقع رکھنا۔ اب اگر کوئی شخص ڈپٹی کمشنر ہے یا کوئی دوسرے سرکاری عہدے پر فائز ہے اور وہ نااہل ہے تو وہ جو کچھ بھی کرے گا تو اس کے نتیجے میں عوام کا اور معاشرے کا نقصان ہوگا چاہے قدرتی آفت آئے یا نہ آئے۔

سوال: ہمارے ہاں عہدیدار کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ دنیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس طرزعمل کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

ڈاکٹر محمد حماد لکھوی: اس کا تعلق تصور حیات کے ساتھ ہے۔ انسان کا تصور زندگی درست ہو تو پھر انسان کے مفاد کا تصور تبدیل ہو جاتا ہے۔ اگر تصور زندگی یہ ہو کہ موت تک کی زندگی ہے اس کے بعد کچھ نہیں

ہے تو پھر ایک مختلف طرز زندگی پروان چڑھے گا۔ اگر یہ معلوم ہو کہ بعد از موت ایک اور زندگی ہے اور مجھے اصل میں اس زندگی کے لیے کچھ کرنا ہے تو پھر مفاد کا تصور مختلف ہوگا اور ہمارا طرزِ عمل بھی بدل جائے گا۔ مغرب میں بہت ساری اچھی چیزیں ہیں لیکن وہ اس لیے نہیں ہیں کہ انہوں نے آخرت میں اس کا فائدہ لینا ہے۔ دنیا میں اس کے بہت فائدے گنوائے گئے ہوتے ہیں، اتنی مراعات کا اعلان ہوتا ہے کہ لوگ اس فائدے کے لیے قانون کو فالو کرتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے آخرت میں اجر کمانا ہوتا ہے ان کا طرزِ عمل اور ہوتا ہے اور جنہوں نے دنیا میں ہی سب کچھ کرنا ہوتا ہے ان کا طرزِ عمل اور ہوتا ہے۔ ہم نے دنیا میں مومن ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن درحقیقت ہم نے مادیت پرستی کی زندگی اپنائی ہوئی ہے۔ یعنی ہم ہر قسم کا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور حلال اور حرام کی تمیز کو خاطر میں نہیں لاتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے اوپر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی شخص اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ جو آرہا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے۔ بس آنا چاہیے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ زمانہ آچکا ہے اور مجبوری کے موقع پر چونکہ زیادہ آنے کے امکانات ہوتے ہیں تو پھر ہم مجبوری کا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال: ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان سانحات کی سرزمین بن گئی ہے۔ سانحہ جب رونما ہو جاتا ہے تو پھر ہم خوابِ غفلت سے جاگتے ہیں، حکومت بھی سرگرم ہو جاتی ہے۔ جیسے اس واقعہ پر فوری انکوائری کمیٹی بن گئی اور اس نے فوری طور پر رپورٹ دے دی اور پندرہ لوگوں کو معطل کر دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد پھر اگلے سانحہ کا انتظار ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

آصف حمید: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں اتنے بڑے سانحات ہوئے لیکن ان کے ذمہ داروں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا گیا۔ بے نظیر بھٹو کا قتل ہوا، زرداری پانچ سال حکومت میں رہا لیکن قاتلوں کو پکڑ نہیں سکا۔ پہلی قوموں پر جب عذاب آتے تھے تو لوگ اس کو اہمیت نہیں دیتے تھے صرف کچھ لوگ اس سے سبق سیکھتے تھے کہ اللہ کی ناراضگی ہے۔ یہ بنیادی طور پر ہمارے اعمال کا ہی شاخسانہ ہے جو عذاب کی شکل میں ہمارے سامنے آرہا ہے۔ کورونا وائرس جب آیا تو اس کے بعد ایک ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اس کا علاج پلازمہ لگانے سے ممکن ہے تو بہت سارے لوگوں نے لاکھوں روپے میں اپنا پلازمہ بیچا۔ اسی طرح مری واقعہ میں بعض افراد نے لوگوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے ناجائز پیسے لیے۔ جب انسان میں ایمان بالآخرت نہیں ہوگا تو وہ اس طرح کرے گا۔ شوگر مافیا، آٹا مافیا وغیرہ سارے ہی ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے۔ جس کی جتنی ڈومین ہے وہ اس میں اتنا ہی 'مری والا' ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت نے فوری ایکشن لیا لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ ایکشن کتنا کارآمد رہتا ہے آئندہ کے لیے ایسے سانحات کا سدباب کس طرح کیا جاتا ہے؟ کسی بھی جگہ کوئی ہوٹل بنتا ہے تو پوری پلاننگ کے ساتھ بنتا ہے کہ وہاں پارکنگ کی جگہ تیار کی جاتی ہے لیکن مری میں پارکنگ کی جگہوں پر لوگوں نے دوکانیں بنائی ہوئی ہیں لیکن ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا کیونکہ ان سے ووٹ لینے ہوتے ہیں، وہاں کے سیاستدانوں کے مفادات ہوتے ہیں۔

> **پورے ملک میں لاقانونیت کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ملک میں شرعی سزائیں نافذ کر دی جائیں۔**

البتہ تھوڑی سی کارروائی دکھائی ہوتی ہے۔ چند سال پہلے کراچی میں فیکٹری میں آگ لگنے کا واقعہ ہوا تھا جہاں بہت سارے لوگ جل گئے تھے لیکن مجرمین کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔

سوال: کیا ذاتی مفاد صرف ہمارا قومی مسئلہ ہے یا کوئی عالمی مسئلہ بن گیا ہوا ہے؟

ڈاکٹر محمد حماد لکھوی: شرعی لحاظ سے ذاتی مفاد من جملہ کوئی غلط چیز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اخلاقیات اور سماجی آداب کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے اس میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''آپ کے جسم کا آپ کے اوپر حق ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ خیرات کا سلسلہ اپنے رشتہ داروں سے شروع کریں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہو جائے وہ شہید ہوتا ہے۔'' اسی طرح اپنی عزت کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہو جائے وہ شہید ہے۔ یعنی ذاتی مفاد کوئی غلط چیز نہیں ہے۔ لیکن ذاتی مفاد کا طریقہ کار حلال ہونا چاہیے حرام نہیں ہونا چاہیے۔ کہا جا رہا ہے کہ حکومت نے فوری کارروائی کی۔ قرآن کا اصول تو یہ ہے کہ

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ (البقرہ)

''اور اے ہوشمندو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم بچ سکو۔''

ایک کو سزا ملتی ہے تو پورے معاشرے کو زندگی ملتی ہے۔ ہم وہ سزا نہیں دیتے۔ اس واقعہ میں 23 جانیں تلف ہوئی ہیں۔ اگر اس کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے تو پھر حکومت ان کو برطرف کیوں کر رہی ہے، کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کا کوئی ذمہ دار ہے تو جو جانیں گئی ہیں ان کے بدلے میں اس کو بھی قرار واقعی سزا دی جائے۔ برطرف کرنا کوئی سزا نہیں ہے۔ اگر وہ ذمہ دار ہے تو ذمہ داری کا تعین کیا جائے۔ غفلت کی سطح کا تعین کیا جائے۔ کس کی کتنی غفلت ہے اور جتنی غفلت ہے اس قدر سزا دی جائے۔ مثال کے طور پر کسی ضلع کے ایس ایس پی کو یہ کہہ دیا جائے کہ اگر ضلع کے اندر کوئی ڈکیتی ہوگی تو پرچہ تمہارے اوپر ہوگا تو ڈکیتیاں رک جائیں گی۔ یعنی اس کی ذمہ داری کو انشور کرنے کے لیے آپ کو اس طرح کے سخت فیصلے کرنے پڑیں گے۔ اگر چوری پر ہاتھ نہیں کٹے گا تو چوری نہیں رکے گی۔ اسی طرح قاتل کو موت کی سزا نہیں دیں گے تو قتل نہیں رکیں گے۔ صرف ایک سانحہ نہیں بلکہ پورے ملک میں لاقانونیت کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ملک میں شرعی سزائیں نافذ کر دی جائیں۔ یہاں تو شرعی سزائیں کیا نافذ ہوں گی ہمارے قانون میں جو سزائیں ہیں وہ بھی نافذ نہیں ہو رہیں اور ہمارا عدالتی ڈھانچہ مجرم کو سپورٹ کرتا ہے اور جتنا بڑا مجرم ہے اس کو زیادہ سپورٹ کرتا ہے البتہ چھوٹے مجرم پھنس جاتے ہیں۔ اس پورے نظام کو بہتر بنانے کے لیے ایک ہی طریقہ ہے اور وہ نبوی طریقہ ہے۔ مدینہ میں جب ایک فاطمہ نامی عورت نے چوری کی تھی اور اس کی سفارش کی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ پہلی قومیں اسی لیے تباہ و برباد ہوئیں کہ جب کوئی بڑا جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر (بالفرض) میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ اس طرح کے Across the board فیصلے جب تک ہم نہیں کریں گے تو ہمارا معاشرہ روز بروز تباہی کی طرف جائے گا ہم اپنی قومی سطح سے ہی نہیں بلکہ انسانی سطح سے بھی دستبردار ہوتے جائیں گے۔ اگر واپس آنا ہے اور عروج حاصل کرنا ہے تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ

نبی اکرم ﷺ کا طریقہ اختیار کرلیں۔

آصف حمید: ذاتی مفاد کے کینوس کو اگر ہم وسیع کرتے ہیں تو میرا سب سے بڑا ذاتی مفاد یہ ہے کہ میری آخرت میں نجات ہوجائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَھۡلِیۡکُمۡ نَارًا﴾ (التحریم:6)

''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے۔''

یہی اگر پیش نظر ہوجائے تو ہماری طرزِ زندگی بدل جائے گی اور معاشرے کی اصلاح ہوجائے گی۔

ڈاکٹر محمد حماد لکھوی: ہر انسان کا اختیار ہے۔ اگر انسان اپنے اختیار کے اندر ڈیلیور کررہا ہے اور اسے فکر ہے کہ اس نے آخرت میں جواب دینا ہے تو پھر اس انسان کے آس پاس جو لوگ ہیں ان کی فکر کرنا بھی اس کا ذاتی مفاد بن جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ یہ جو اس کے لیے دعا کررہا ہے اس کو بھی عطا فرما۔ گویا جب وہ کسی کے لیے دعا کررہا ہے تو اس میں بھی اس کی 'خود غرضی' شامل ہے۔ ایک یہودی کا جنازہ جارہا ہے تو آپ ﷺ رو رہے ہیں اور فرمایا کہ ایک اور شخص میرے ہاتھوں سے نکل کر جہنم میں چلا گیا میں اس کو روک نہیں سکا۔ گویا نبی اکرم ﷺ اس کو اپنی ذاتی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے جو تعلیمات دی ہیں ان میں ذاتی مفاد پوری قوم سے لے کر ملت کے مفاد تک پھیل جاتا ہے۔ یہ تو ایک بہت شاندار ڈسپلن ہے جو شریعت اسلامی نے ہمیں دیا ہے۔

سوال: دین اسلام کی سپرٹ یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو خود پر ترجیح دو۔ یہ جذبہ ہم اپنی قوم میں کیسے اُبھار سکتے ہیں؟

آصف حمید: اس کے دو پہلو ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام کے اس نظریے کو ہر لیول کے اوپر بیان کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ بے عملی کی ایک وجہ لاعلمی بھی ہوتی ہے۔ اس کی آگاہی بہت ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں جو اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لیے نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے تین دفعہ دہرایا:

''خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے۔''

صحابہؓ نے پوچھا: کون شخص ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس کے شر سے اُس کا پڑوسی محفوظ نہیں۔''

پڑوسی کا مفہوم اپنے تئیں بہت اہم ہے۔ اس سے مُراد صرف ساتھ والا گھر نہیں ہے بلکہ دفتر کے ساتھی، سفر میں ساتھ سفر کرنے والا، ساتھ دکان والا وغیرہ یہ سارے پڑوسی کے زُمرے میں آتے ہیں۔ اگر کوئی پڑوسی کو اذیتیں دے رہا ہے تو اس کے مومن نہ ہونے کی قسمیں اللہ کے رسول ﷺ نے کھائی ہیں۔ اس کے لیے کتنی بڑی وعید ہے۔ ہمارے میڈیا کو یہ چیزیں عوام کے ذہنوں میں بٹھانی چاہئیں۔ جب سے کرونا آیا ہے تو پورا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اس حوالے سے قوم کا رُخ تبدیل کرنے پر لگا ہوا ہے۔ کیا یہی میڈیا اخلاقیات کو پروان چڑھانے کے لیے ایسی کوشش نہیں کرسکتا؟ ہمارے اصحاب حل وعقد کو سمجھنا چاہیے کہ اگر لوگوں کے اخلاق اچھے ہوں گے تو ملک کی ترقی گارنٹی شدہ ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر نیت ہو تو آگاہی پیدا کی جاسکتی ہے اور اگر آگاہی پیدا نہیں کی جارہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ بدنیتی موجود ہے۔ لوگوں کو قرآن کی آیات اور احادیث کی روشنی میں اخلاقیات کی تعلیمات دی جانی چاہیے۔ دوسرا پہلو قصاص کا ہے۔ شرعی سزاؤں کا نفاذ ہونا چاہیے۔ تیسری بات وہی کہ اہل لوگ ان عہدوں پر ہوں گے تو وہ کام کریں گے۔ یہ ساری چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہیں۔ ان سب کو عملی صورت دینا ہوگی۔ بنی نوع انسان کو جہنم کی آگ سے بچانا سب سے بڑی خدمت ہے۔ اس کے لیے وہ نظام لایا جائے۔ ایسا نظام ہوگا تو یہ ساری چیزیں ممکن ہوں گی ورنہ یہی چیزیں ہمارے لیے عذاب کا باعث بنتی رہیں گی۔

عمران خان نے پوری نیک نیتی سے یہ نعرہ لگایا:

﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝﴾

''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

لیکن کچھ نہیں کرسکا۔ اس لیے کہ قوم تیار ہی نہیں تھی۔ جب تک پورا نظام نہیں بدلے گا اس وقت تک اصلاح ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا اس نظام کو بدلنے کی کوشش کرتے رہنا بھی 'ذاتی مفاد' ہے۔ اگر میں اس کو ذاتی مفاد نہیں سمجھوں گا تو میں اس کے لیے کوشش ہی نہیں کروں گا۔ اگر نظام بدل گیا تو اس میں سب کا فائدہ ہے اگر نہیں بدلا تو کم ازکم میری کوشش اللہ کے ہاں رجسٹرڈ ہوگئی جو میری لیے نجات کا باعث ہوگی۔ ان شاءاللہ! ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ پہلے خود اسلام پر عمل پیرا ہو اور پھر اسلام کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرے۔

سوال: شاعر نے کہا ہے: حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہوا لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کے! سانحہ مری میں ہمارے لیے بحیثیت مسلمان اور بحیثیت پاکستانی کیا سبق پنہاں ہے؟

ڈاکٹر محمد حماد لکھوی: اس میں بے شمار اسباق ہیں۔ پاکستان کی 98 فیصد آبادی مسلمان ہے۔ لیکن جس میں دو باتیں موجود ہوں وہ مسلمان ہوتا ہی نہیں۔

1۔ بددیانتی۔ 2۔ جھوٹ

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کے اندر ہر خرابی ہوسکتی ہے لیکن بددیانتی اور جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ اگر ہماری ذات میں انفرادی طور پر اور معاشرے میں اجتماعی طور پر جھوٹ اور بددیانتی موجود ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا دعویٰ ایمان غلط ہے۔ دوسری بات مری کے لوگوں نے جو دوسروں کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر ان کا استحصال کیا تو اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کاروباری ہیں یہ سارے کے سارے فاسق وفاجر ہیں۔''

اور فجار کے لیے قرآن نے کہا ہے:

﴿وَاِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ ﴿۱۴﴾﴾ (الانفطار)

''اور یقیناً فاسق وفاجر جہنم میں ہوں گے۔''

اب یہ نبی کریم ﷺ کی کتنی سویپنگ سٹیٹمنٹ ہے۔ اس کو سن کر تو صحابہ کرامؓ لرز گئے ہوں گے۔ چنانچہ کسی صحابیؓ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا ہوگا کہ یارسول اللہ ﷺ! اللہ نے تجارت حلال نہیں کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حلال تو ہے۔ لیکن یہ جہنمی کیوں ہوجاتے ہیں اس کی آپ ﷺ نے دو وجوہات بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (تاجر لوگ) جب بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور (خلافِ حقیقت) قسمیں اٹھاتے ہیں تو یوں گناہگار ہوجاتے ہیں۔'' یعنی جھوٹ بولنا اور قسمیں اٹھانا یہ ان کو جہنمی بناتی ہیں۔ اس کے برعکس دیانتداری اور سچ دو ایسی خوبیاں ہیں کہ ان کو اپنا کر جو تاجر تجارت کررہا ہے تو اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے دعوے میں سچے ہوجائیں تو سارے معاملات ٹھیک ہوجائیں گے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

حضرت خولہ ؓ بنت ازور (52)

تاریخ اسلام کی ایک سرفروش مجاہدہ

فرید اللہ مروت

حضرت خولہ ؓ ایک بہادر، جنگی صفات کی حامل مہاجر صحابیہ تھیں۔شاعری کے فن میں بھی کمال حاصل تھا۔ حضرت خولہ ؓ کی اپنی شخصیت بھی کسی تعارف کی محتاج نہ تھی لیکن ضرار ؓ بن ازور کی بہن ہونے کی وجہ سے مزید شہرت ملی۔آپ ؓ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلے بنوسعد سے تھا۔بنوسعد قوم ہوازن کی شاخ ہے۔یہ قبیلہ اپنی فصاحت میں مشہور تھا۔حضور ﷺ نے اپنا بچپن اسی قبیلے میں حضرت حلیمہ سعدیہ ؓ کے پاس گزارا۔حضرت خولہ ؓ ایک صاحبِ ثروت خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ عرب میں سب سے بڑی دولت اونٹ کے گلے تھے، حضرت ضرار ؓ کے پاس ہزار اونٹوں کا گلہ تھا۔اسلام قبول کرنے کے بعد تمام مال و دولت چھوڑ کر خالی ہاتھ آستانِ نبوی پر پہنچے۔ (اسد الغابہ، ابن اثیر، جلد 5)

نام و نسب

نام خولہ، نسب نامہ یہ ہے:

خولہ بنت ازور بن اوس بن خذیمہ ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد خزیمہ اسدی۔

جنگوں میں شرکت

تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خولہ ؓ نے فتوح الشام کی سلسلہ وار جنگوں میں حصہ لیا۔میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، فوجیوں کو پانی پلانا اور بوقت ضرورت مسلح ہو کر دشمن فوجوں کا مقابلہ کرنا ان کی شجاعت اور بہادری کی ناقابلِ فراموش داستانیں ہیں۔

جنگ اجنادین میں شرکت

جنگ اجنادین کا فیصلہ کن معرکہ 13ھ بمطابق 634ء کو مسلمانوں اور فلسطین کے یونانی مدافعین کے درمیان مقام اجنادین پر پیش آیا۔

جنگ ہوتی تھی تو سارے دشمن اور فوجیں زرہ اور جنگی لباس پہن کر جنگ لڑتے تھے۔لیکن آفریں حضرت خولہ ؓ کے بھائی حضرت ضرار ؓ زرہ تو درکنار اپنا کرتا بھی اتار دیتے تھے۔

لمبے بال لہراتے چمکتے بدن کے ساتھ جب میدان میں اترتے تھے تو ان کے پیچھے دھول نظر آتی تھی اور ان کے آگے لاشیں۔اتنی پھرتی، تیزی اور بہادری سے لڑتے تھے کہ دشمن کے صفیں چیر کر نکل جاتے تھے۔ان کی بہادری پر بے شمار مرتبہ حضرت خالد بن ولید ؓ کو تعریف کرنے اور انعام و کرام دینے پر مجبور کیا۔

دشمنوں میں وہ ننگے بدن والا کے نام سے مشہور تھے۔

رومیوں کے لاکھوں کی تعداد پر مشتمل لشکر سے جنگِ اجنادین جاری تھی۔حضرت ضرار ؓ حسب معمول میدان میں اترے اور صف آراء دشمن فوج پر طوفان کی طرح ٹوٹ پڑے۔اتنی تیزی اور بہادری سے لڑے کہ لڑتے لڑتے دشمن فوج کی صفیں چیرتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر سے بچھڑ کر دشمن فوج کے درمیان تک پہنچ گئے۔دشمن نے انہیں اپنے درمیان دیکھا تو ان کو نرغے میں لے کر بڑی مشکل سے قید کر لیا۔مسلمانوں تک بھی خبر پہنچ گئی کہ حضرت ضرار ؓ کو قید کر لیا گیا ہے۔حضرت خالد بن ولید ؓ نے اپنی فوج کے بہادر نوجوانوں کا دستہ تیار کیا اور حضرت ضرار ؓ کو آزاد کروانے کے لیے ہدایات وغیرہ دینے لگے۔

اتنے میں انہوں نے ایک نقاب پوش سوار کو دیکھا جو گرد اڑاتا دشمن کی فوج پر حملہ آور ہونے جا رہا ہے۔اس سوار نے اتنی تند خوہی اور غضب ناکی سے حملہ کیا کہ اس کے سامنے سے دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔حضرت خالد ؓ اس کے وار دیکھ کر اور شجاعت دیکھ کر عش عش کر اٹھے اور ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ سوار کون ہے؟ لیکن سب نے لاعلمی ظاہر کی کہ وہ نہیں جانتے۔حضرت خالد ؓ نے جوانوں کو اس سوار کی مدد کرنے کو کہا اور خود بھی مدد کرنے اس سوار کی جانب لپکے۔

گھمسان کی جنگ جاری تھی کبھی حضرت خالد بن ولید ؓ اس سوار کو نرغے سے نکلنے میں مدد کرتے اور کبھی وہ سوار حضرت خالد ؓ کی مدد کرتا۔

حضرت خالد ؓ اس سوار کی بہادری سے متاثر ہو کر اس کے پاس گئے اور پوچھا کون ہو تم؟ اس سوار نے بجائے جواب دینے کے اپنا رخ موڑا اور دشمنوں پر جارحانہ حملے اور وار کرنے لگا موقع ملنے پر دوسری بار پھر حضرت خالد ؓ نے پوچھا اے سوار تو کون ہے؟ اس سوار نے پھر جواب دینے کی بجائے رخ بدل کر دشمن پر حملہ آور ہوا تیسری بار حضرت خالد ؓ نے اس سوار سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ اے بہادر تو کون ہے؟ تو نقاب کے پیچھے سے نسوانی آواز آئی کہ میں ضرار ؓ کی بہن خولہ ؓ بنت ازور ہوں اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گی جب تک اپنے بھائی کو آزاد نہیں کروا لیتی۔حضرت خالد ؓ نے کہا کہ پہلے کیوں نہیں بتایا تو کہنے لگی آپ ؓ نے منع کر دیا تھا۔ حضرت خالد ؓ نے کہا آپ کو آنے کی کیا ضرورت تھی ہم تھے آزاد کروانے کے لیے تو حضرت خولہ ؓ نے جواب دیا کہ جب بھائیوں پر مصیبت آتی ہے تو بہنیں ہی آگے آیا کرتی ہیں۔پھر مسلمانوں اور حضرت خولہ ؓ نے مل کر حضرت ضرار ؓ کو آزاد کروا کر دم لیا۔

(فتوح الشام از تالیف علامہ محمد بن عمر الواقدی ؒ)

جنگِ یرموک میں شرکت

حضرت ضرار ؓ والے واقعے کے کچھ ہی عرصہ بعد جنگ یرموک کا واقعہ پیش آیا۔یرموک دمشق کے قریب ایک میدان کا نام ہے جس میں 13ھ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہوئی۔جنگ یرموک میں رومیوں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں چار گنا زیادہ تھی، میدان جنگ میں ایک خیمے کے اندر مسلمان خواتین ٹھہری ہوئی تھیں، ان کے ذمے زخمیوں کی تیمارداری اور مرہم پٹی تھی، ان کو پانی پلانا، شہیدوں کی قبریں کھودنا اور ان کے کفن کا انتظام کرنا۔مجاہدین اسلام میدان جنگ میں لڑ رہے تھے، رومی مسلمان خواتین کو اپنے خیمے میں تنہا پا کر ان کے خیمے پر حملہ آور ہوئے اور چاروں طرف سے ان کے خیمے کو گھیر لیا۔

اس اچانک حملے سے خواتین بے حد پریشان ہوئیں، چنانچہ ان سے نمٹنے کے لیے وہ حضرت خولہ ؓ کے پاس آئیں اور ان سے کہا اب کیا کریں۔ہمارے پاس ہتھیار بھی نہیں ہیں جو ان بزدلوں کا مقابلہ کریں اور اپنی عزت بچائیں۔

ہمت وشجاعت والی حضرت خولہ ؓ نے ان سب کی ہمت بندھائی اور کہا ’’بہنو! اللہ پر بھروسا رکھو وہی ہماری مدد کرے گا، ہمت سے کام لو، اگر ہمارے پاس ہتھیار نہیں تو کیا ہوا، آؤ ان خیموں کے کھونٹے نکال لیں، اور اللہ کا نام لے کر ان بزدل کافروں پر حملہ کریں، انجام اس پر چھوڑ دیں، جس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔‘‘

خواتین نے اس تجویز کو پسند کیا اور خیموں کے کھونٹے نکال کر اللہ کا نام لے کر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں، حضرت ؓ نہایت جرأت سے دشمنوں کے حملوں کو روک رہی تھیں اور ان پر حملے بھی کر رہی تھیں، ان کا ہر وار دشمن کے لیے اللہ کا عذاب ثابت ہو رہا تھا۔ ذرا سی دیر میں تیس رومی مرد خاک وخون میں تڑپ کر ہلاک ہو چکے تھے، یہ حالت دیکھ کر رومی دستے کے سردار کے اوسان خطا ہو گئے، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا ’’بزدلو! عورتوں سے پٹ رہے ہو ان سب کو چاروں طرف سے گھیر اتنگ کر کے پکڑ لو‘‘ حضرت خولہ ؓ یہ سن کر اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دعا کرتی ہیں ’’اے پروردگار ہماری حفاظت کر، ہم مظلوم ہیں، کمزور ہیں، تو طاقت والا ہے تیرے قبضے اور اختیار میں ہر چیز ہے ہمیں ان کافروں سے بچا، اپنی رحمت سے ہماری مدد فرما۔‘‘

حضرت خولہ ؓ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہی ایک سمت سے نعرۂ تکبیر کا شور سنائی دیا۔ جب آپ ؓ نے سجدہ کر کے سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ ؓ کے بھائی حضرت ضرار ؓ بن ازور اور حضرت خالد بن ولید ؓ مجاہدین اسلام کے لشکر کے ہمراہ گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے آ رہے ہیں۔ انہوں نے آتے ہی پوری شدت سے رومی کافروں پر حملہ کر دیا۔ دشمنوں کے لیے مجاہدین کے وار سے بچنا مشکل ہو گیا۔ رومیوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہاں سے نکل بھاگنے ہی میں خیریت سمجھی اور فرار ہو گئے۔

(فتوح الشام از علامہ محمد بن عمر الواقدی ؒ)

وفات

خولہ ؓ بنت ازور کی وفات خلافت عثمان کے آخری دور میں ہوئی۔ (ابن خلدون 2/ 256)

اسلام خون اور قربانیوں کے دریا میں تیر کر پہنچا ہے اس کی قدر کریں، جذبہ جہاد کو زندہ رکھیں کہ جب تک جہاد تھا مسلمان ہمیشہ غالب رہے جب جہاد چھوٹا تو مسلمانوں پر زوال آیا۔ کم از کم اپنے بچوں اور بچیوں کے نام ان اسلام کے ہیروز صحابہ اور صحابیات کے ناموں پر رکھیں تا کہ انہیں پتہ چلے کہ ان کا نام کس کے نام پر ہے اور نام کا اثر شخصیت پر بھی پڑتا ہے۔ اور ان کی تربیت ایسے کریں کہ اسلام کا مستقبل روشن کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

ہماری خواتین کو بھی چاہیے کہ اپنا آئیڈیل ان صحابیات ؓ کو بنائیں اور اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ اسلام کے نام پر اپنا سب کچھ لٹانے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(13 تا 18 جنوری 2022ء)

جمعرات (13 جنوری) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (14 جنوری) کو قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس میں ’’فرضیت اقامت دین‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ پھر سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ مسجد شادمان میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (15 جنوری) کو اسلام آباد روانگی ہوئی۔ وہاں پر دعوۃ اکیڈمی کے آڈیٹوریم میں ’’قوموں کا عروج وزوال قرآن کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر عوامی خطاب ہوا۔ رات کو ڈاکٹر ضمیر اختر خان کے ہاں قیام رہا۔

اتوار (16 جنوری) کو صبح 09:30 بجے مسجد الفرقان میں حلقہ اسلام آباد کے رفقاء کے اجتماع میں شرکت کی۔ رفقاء سے خطاب، سوال وجواب اور بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز ظہر ذمہ داران کے ساتھ نشست ہوئی۔ 03 بجے تنظیم اساتذہ پاکستان کے ارکان سے گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد انجمن خدام القرآن اسلام آباد، راولپنڈی کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی اور خطاب کیا۔ رات ایک بجے مرکز پہنچے۔

پیر (17 جنوری) کی صبح شعبہ مالیات، سمع وبصر، تعلیم وتربیت اور نظامت کے ذمہ داران سے نائب امیر کے ہمراہ نشستیں ہوئیں۔ بعد نماز عصر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے ہمراہ سلطان معین الدین اور ان کے دو تین ساتھیوں سے گفت وشنید ہوئی۔

منگل (18 جنوری) کی صبح رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ سے گفتگو اور سوال وجواب کا اہتمام کیا گیا۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

زبان کا غلط استعمال

’’انسانی تعلقات میں نفرت اور دشمنی کا بیج بونے اور پھر اس کو نشوونما دینے اور دلوں میں زہر گھولنے میں زبان کے غلط استعمال کا بڑا دخل ہوتا ہے۔‘‘

شہادتِ حق

’’جس شخص نے حق کے غلبے کی جدوجہد میں اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دی، اس نے گویا اپنی جان سے دین حق کی گواہی دے دی، اب وہ شہید کہلانے کا بتمام وکمال مستحق ہو گیا۔‘‘

(ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

......فریاد و فغاں ڈوب گئی!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

حکومت، اپوزیشن گرما گرمی، سردی کی شدت، گیس بجلی کی عدم دستیابی میں درجۂ حرارت اوپر لانے کا کام کرتی ہے۔ اسی دوران ایک خبر اور ایک تصویر نے سابق وزیراعظم نواز شریف کو شدید صدمہ پہنچایا۔ انہوں نے لندن سے للکارا کہ ہلاکت کے ذمہ داروں کو عبرتناک سزا دیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مظفرآباد میں دریائے نیلم کے کنارے شکاری کی گولی سے زخمی ہونے والا تیندوا دورانِ علاج چل بسا۔ اسے فوری طور پر اگرچہ اسلام آباد منتقل کر دیا گیا تھا مگر بچایا نہ جاسکا۔ خبر کے ساتھ ہی آنجہانی تیندوے کی رعب داب والی تصویر، رسی سے بندھا پاؤں لیے گاڑی میں پورے دم خم سے بیٹھا، شیر کا کزن دکھائی دے رہا ہے۔ سابق وزیراعظم نے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 'وائلڈ لائف (جنگلی حیات) کا تحفظ بہت ضروری ہے''۔ اگرچہ جہاں تک جنگلی حیات کا سوال ہے، پاکستان میں تمام تر تحفظ جنگلی حیات ہی کو حاصل ہے۔ مہذب پاکیزہ سلجھی حیات کی چاہت رکھنے والے تو گزشتہ 20 سال سولیوں پر ٹانگے گئے یا عقوبت خانوں میں ٹھونسے گئے۔ امریکا کے ہاتھوں پورے گلوب پر بھیڑیوں، لگڑبھگوں، لومڑیوں نما انسانوں کا دور دورہ ہے۔ ان کی چھیڑی جنگوں سے اگرچہ کوئی ذی حیات بھی عافیت میں نہیں۔ ماحولیاتی نظام میں بارودی تباہ کاریوں نے ناقابل تصور عدم توازن پیدا کیا ہے۔ ایک کروڑ 70 لاکھ جانور برازیل جنگل کی آگ سے ہلاک ہوگئے۔ ایک صدی میں مارے جانے والے ایک کروڑ مسلمان تو تھے ہی، محبوب جانور بھی بھینٹ چڑھ گئے۔

آپ ایک تیندوے کو رو رہے ہیں۔ تیندوے کی تصویر نے جانور پرستوں کو بہت دکھی کیا۔ تاہم اب تو پاکستانی عوام اپنی معاشی کسمپرسی کے ہاتھوں جنگلی حیات کا مرقع بنے پڑے ہیں، سر جھاڑ منہ پہاڑ آٹا، چینی، دال بھات سبھی دسترس سے باہر ہیں۔ دوسری جانب ناچنے گانے بجانے والا طبقہ کچھ کم وائلڈ لائف کا مظہر نہیں۔ فیشن پرست مرد پھٹی ادھڑی جینز پہنے، خواتین ہونق تصاویر میں صنف نازک کم اور جنگلی حیات سے زیادہ مشابہت رکھتی ہیں۔ سیاست دانوں کے دھواں اگلتے بیانات الگ تیندوؤں کی خو بو لیے ہوئے ہیں۔ عجب منظرنامہ ہے۔ لگتا ہے اب مالی امداد کے لیے بھی ہمیں WWF، یعنی فنڈ برائے تحفظِ 'جنگلی حیات' سے رجوع کرنا پڑے گا۔ وزیراعظم نے عوام سے براہ راست بات چیت میں غراتے ہوئے دھمکی دی ہے: ''اگر حکومت سے نکالا گیا تو میں زیادہ خطرناک ہوں گا''۔ وزیراعظم ہونے سے بھی زیادہ خطرناک۔ (ابھی تو وزارت عظمٰی کی زنجیر پاؤں میں پڑی ہے راولپنڈی ساختہ۔) ابھی تو میں خاموشی سے دفتر میں بیٹھا ڈراما ہوتا دیکھ رہا ہوں، باہر سڑک پر نکل آیا تو تمہارے پاس چھپنے کی کوئی جگہ نہ ہوگی۔ تیندوا اس چیتے کو کہتے ہیں جو ایک ہی جست میں کام تمام کر دیتا ہے، سو مشابہت دیکھ لیجیے اس بیان میں۔ ان کے کارکن چیتے کہلاتے ہیں۔ سو اپوزیشن ذرا ہاتھ ہولا رکھے، دھمکی سخت ہے!

یہ خبر بھی اس دوران آئی کہ ترک صدر اردوان کے عارضۂ قلب کا علاج اسرائیلی ماہرِ امراضِ قلب سے ہوگا۔ حیرت ہے! جس عطار کے ہاتھوں پورا مشرقِ وسطیٰ دل کا مریض ہوگیا، سعودی عرب تا متحدہ عرب امارات، امت اس حال کو پہنچی ہے کہ ان کے ہاتھ یمن کے گریبان پر اور یمن ان پر چڑھ دوڑا۔ اسرائیل پھپھٹ باز فسادی فوری دفاعی ساز وسامان لیے ابوظہبی مدد کو آن پہنچا۔ کشنر فساد کے سارے پیچ بو کر منقار زیر پر ہوگیا۔ اب اسی مطب سے اردوان کی دوا ہوگی؟ یاللعجب!

افغانستان پر بائیڈن ایک مرتبہ پھر کراہ کر بولے ہیں۔ ان کا بیان تاریخ میں امریکی شکست کے تناظر میں ثبت رہے گا: ''افغانستان کو متحد کرنا ممکن نہیں۔ ہم 20 برس ہر ہفتے (اس اتحاد پر) ایک ارب ڈالر خرچ کر رہے تھے۔..... یہ سلطنتوں کا قبرستان رہا ہے۔'' جس اتحاد پر کھربوں ڈالر خرچ کیے گئے، وہ اسلامی افغانستان کی تہذیب، مزاج اور فطرت کے خلاف حیا سوز کفریہ تہذیب کاشت کرنے کو قائم ہوا تھا۔ اس کے مقدر میں تاش کے پتوں کی طرح بکھر جانا ہی لکھا تھا۔ اس نئے قبرستان کی تصدیق امریکی میڈیا میں افغانستان میں تابوت بنانے والے کارخانہ داروں کے انٹرویو سے ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ تابوت بنانے والے، طالبان کے آنے سے بے روزگار ہوگئے۔ جنگ ختم ہوگئی، اس پر تو ہم خوش ہیں تاہم ہمارا کاروبار ٹھپ ہوگیا! 20 سال ان کی چاندی رہی۔ افغان معیشت میں تابوت سازی منافع بخش ذریعہ روزگار تھا۔ تابوتوں کی ضرورت طالبان کو نہ تھی۔ غیرملکی فوجی دھڑا دھڑ تابوت بند اپنے ملکوں کو لوٹتے رہے۔ پہلے تو تنہا تنہا روس اور برطانیہ کے قبرستان آباد ہوئے۔ اس مرتبہ چھوٹی بڑی سبھی عالمی قوتوں نے حصہ پایا! اتنے مہنگے قبرستان دنیا میں اور کہاں ہوں گے۔ 20 سال اور کھربوں ڈالر کا ماحصل! فاعتبروا!

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو! کمال تو یہ ہے کہ اس کے باوجود امریکا نے پوری ڈھٹائی سے اعلان فرمایا، بائیڈن کی زبانی: ''افغانستان کے منجمد کیے گئے 10 ارب ڈالر ہم نائن الیون کے متاثرین کو دیں گے!'' یہ اپنی نئی شامت بلانے کے مترادف ہے۔ باوجودیکہ اب تو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ یہ بہت بڑی غلطی ہوگی کہ افغان عوام کو برسر اقتدار حکومت کے درست رویہ اختیار نہ کرنے کی سزا دی جائے۔ انہوں نے امداد دینے والے ممالک سے یہ بھی کہا کہ افغان انسانی بحران سے نمٹنے کے لیے فوری 4.4 ارب ڈالر درکار ہیں۔ یاد رہے کہ افغان بجٹ گزشتہ 20 سال سے 80 فیصد بین الاقوامی امداد پر چلتا تھا جو یک لخت رک گئی۔ خود افغانستان کے 10 ارب ڈالر امریکا دبوچے بیٹھا ہے۔ سو یہ معجزے سے کم نہیں کہ تقریباً ساڑھے پانچ ماہ سے طالبان حکومت کام چلا رہی ہے۔ بدعنوانی ختم کرکے، کفایت شعاری سے، اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر۔ پھر بھی سرکاری ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائی، غذائی قلت کی کُل ذمہ داری امریکا اور یورپی یونین پر ہے۔ طالبان وفد، وزیر خارجہ امارت اسلامی کی سربراہی میں مذاکرات کے لیے ناروے گیا ہے۔ سارا پیسہ روکنے کی وجوہات میں سب سے بڑی، مٹھی بھر اندرون افغانستان و بیرون ملک آزادی

طلب چند سو عورتیں ہیں جو بھرے پیٹ لیے اوسلو میں بھی چھوٹا سا مظاہرہ کرنے نکلیں۔ ان کی شترِ بے مہاری کے حقوق غصب ہونے کے نام نہاد الزام پر افغانستان پر بھوک افلاس مسلط کی جا رہی ہے۔ یہاں عورت کے یہ عالمی غم خوار اور حقوق کے پرچارک آنکھ اٹھا کر بھی شام کے پناہ گزین کیمپوں میں برفباری سے ٹھٹھرتی 46 ہزار سے زائد بیوہ خواتین اور ان کے ایک لاکھ 98 ہزار یتیم بچے دیکھنے کے روادار نہیں۔ خوراک اور ادویہ کی قلت، شدید برفباری میں گھرے 15 لاکھ پناہ گزین افراد! سٹیلائٹ سے زمین پر رینگتی چیونٹی دیکھنے والے عالمی چودھری قساوتِ قلبی کی آخری انتہاؤں پر ہیں۔ بشار الاسد کی حکومت، امریکا روس کی مکمل پشت پناہی سے بدترین انسانی المیہ گزشتہ دس سالوں پر محیط، برپا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ مشرق وسطیٰ کے مسلمان ناچنے گانے بجانے سے فرصت نہیں لے پاتے کہ دیکھ سکیں کہ مسلم شام پر کیا قیامت سالہا سال سے ٹوٹ رہی ہے۔ برف باری کا ذائقہ سردی سے منجمد ہوتے خیموں میں بے یار و مددگار پڑے یتیم بچوں سے پوچھا ہوتا! امت کا غم کھانے والے چن چن کر تمام مسلم ممالک سے مار ڈالے یا زندانوں میں ڈال دیے۔ اب صرف عیش و طرب، کھا لے پی لے ناچ لے، کے دلدادہ باقی ہیں۔ اخبارات، ان کے میگزین، سوشل میڈیا، ٹیلی وژن چینل شام، فلسطین، کشمیر کے تذکرے سے عاری، شادی بیاہوں، عشق عاشقی کے اسکینڈلوں، سیاسی گھڑمس، الزام تراشیوں کے لیے وقف ہیں۔

اس قدر شور مچاتی رہیں عشرت گاہیں
جس میں مظلوم کی فریاد و فغاں ڈوب گئی!

اسی شام پر انہی حالات میں باری باری امریکا و روس انہی روندے ہوئے مظلوموں پر بمباریاں کرتے ہیں۔ ایسے میں پیوٹن کا مکارانہ بیان جس میں اس نے (یورپ کو چڑانے کو)، مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہوئے یہ کہا: ”توہینِ رسالت آزادیٔ اظہار نہیں۔ گستاخانہ خاکے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرتے اور انتہاپسندی بڑھاتے ہیں۔“ یوکرین کے مسلمان ہوں، شام کی تباہی میں روس کا حصہ ہو یا وسط ایشیائی ریاستوں کے دم گھٹے مسلمان! ہم اس ڈھول جھونکی بیان کی تحسین کیسے کریں جب نبی محترم ﷺ کی امت کا خون انہی عفریتوں نے پیا ہو! ع

سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ!

غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

شمارہ فروری 2022ء
رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

مشمولات

☆ ڈیورنڈ لائن: تاریخی حقائق — ادارہ
☆ آخری صلیبی جنگ — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ رفیقِ تنظیمِ اسلامی اور قرآنِ حکیم — ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی
☆ التوحید فی القرآن — پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ
☆ صلیبیوں کے فکری و عسکری حملے — رضی الدین سیّد
☆ خوفِ خدا اور فکرِ آخرت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ تفسیر کے ناقابلِ اعتبار مآخذ (۳) — پروفیسر حافظ محمد قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ”بیان القرآن“ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”مسجد جامع القرآن نزد سٹی کیمپس، پروا روڈ، ڈیرہ اسماعیل خان (خیبر پختونخوا)“ میں

13 تا 19 فروری 2022ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0349-8887738 / 0335-8792693

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت (042)35473375-78

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2021ء کے شرکاء کے تاثرات

نعیم اختر عدنان

19 تا 21 نومبر 2021ء تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع دریائے ستلج کے کنارے بہاولپور کی سرزمین پر منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں حلقہ لاہور شرقی کے ایک سینئر اور متحرک رفیق نعیم اختر عدنان نے اجتماع میں شریک رفقاء واحباب سے مل کر انٹرویو کے انداز میں ان کا تعارف، تاثرات وخیالات قلم بند کیے جو ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں:

گزشتہ سال تنظیم کی مرکزی امارت میں تبدیلی کا عمل ہوا، یوں نئے امیر جناب شجاع الدین شیخ ﷾ کی امارتِ تنظیم کا یہ پہلا سالانہ اجتماع تھا۔ راقم نے اس اجتماع میں ایک سامع کی حیثیت سے شرکت کے علاوہ رفقاء واحباب سے مختصر تعارف اور تاثرات حاصل کیے۔ امید ہے کہ یہ کاوش قارئین کو پسند آئے گی۔

اجتماع میں شریک رفقاء واحباب کے تاثرات:

۞ اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے محترم محسن نذیر نے دوسری مرتبہ اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ تعلیمی قابلیت آئی کام ہے۔ تنظیم اسلامی میں باقاعدہ طور پر شامل نہیں ہیں مگر تنظیمی فکر اور نظم تنظیم کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

۞ محترم مفتی حسان حلقہ لاہور غربی سے وابستہ ہیں، البتہ منفرد رفیق کی حیثیت سے تنظیم کے نظم سے جڑے ہوئے ہیں۔ گزشتہ سوا سال سے نظم تنظیم کے ساتھ ’’پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ‘‘ کے مصداق اپنی دینی صلاحیتوں کو بروئے کار لا رہے ہیں۔ اساتذہ کی تربیت کے ایک سلسلے سے بھی منسلک ہیں۔

۞ محترم عدیل خان آفریدی گڑھی شاہو لاہور تنظیم سے وابستہ ہیں۔ تنظیم میں 2006ء میں شمولیت اختیار کی۔ سرکاری ملازمت کر رہے ہیں۔ ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ پروگرام میں شرکت سے تنظیم سے وابستہ ہونے کا موقع ملا۔

۞ محترم عابد رشید تنظیم اسلامی اسلام آباد، چک شہزاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ 1996ء سے تنظیم میں شامل ہیں۔ اس وقت تنظیم کے مقامی امیر کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ دورۂ ترجمۃ القرآن کی سعادت سے بہرہ مند ہو چکے ہیں۔ شجاع الدین شیخ کی امارت سنبھالنے سے رفقاء کے جوش وخروش میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے اور دعوتی سرگرمیوں میں بھی تیزی آئی ہے۔

۞ محترم مجید انور چھ سال پہلے کراچی میں تنظیم کے رفیق بنے۔ ملتزم رفیق ہیں تیسری مرتبہ تنظیم کے سالانہ اجتماع کی برکات سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ ندائے خلافت کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے ہیں، جبکہ میثاق زیر مطالعہ نہیں ہے۔ تنظیم اسلامی کے انقلابی فکر سے متاثر ہیں۔

۞ محترم شفیع اللہ خیبر پختونخوا کے رہائشی ہیں۔ موصوف نے 4 سال قبل تنظیم اسلامی میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے چار بیٹے بھی تنظیم میں شامل ہیں۔ تیسری مرتبہ سالانہ اجتماع میں شرکت کر رہے ہیں۔ ہوٹل کا کاروبار کرتے ہیں۔ دو بیٹے بھی تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں شریک ہیں۔

۞ محترم عاقب جاوید گزشتہ تین سال سے تنظیم سے منسلک ہیں۔ سرگودھا خوشاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقامی تنظیم جوہر آباد کے رفیق ہیں۔ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کے فارغ التحصیل ہیں۔ ندائے خلافت اور ماہنامہ میثاق کے مستقل قاری ہیں، پہلی دفعہ سالانہ اجتماع میں شرکت کر رہے ہیں۔

۞ محترم حافظ محمد مدثر گڑھی شاہو، لاہور سے اپنے والد جاوید اقبال کے ساتھ اجتماع میں شریک ہوئے۔ اس اجتماع میں تنظیم میں باقاعدہ شمولیت کا عزم ظاہر کیا۔ تنظیم اسلامی کی پورے دین کی دعوت اور قرآن سمجھ کر پڑھنے کی تحریک سے متاثر ہیں۔

۞ محترم وجیہہ الدین کا تعلق کراچی سے ہے۔ تنظیم کے نئے امیر جناب شجاع الدین شیخ کے خطاب جمعہ کے مستقل سامع ہیں۔ تنظیم اسلامی کی قرآنی دعوت کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے محترم پر رقت طاری ہوگئی، اگرچہ تنظیم میں باقاعدہ شامل نہیں تاہم تنظیم کے قافلہ میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۞ محترم اقتدار احمد کا تعلق حلقہ بلوچستان سے ہے۔ گزشتہ چالیس سالوں سے تنظیم اسلامی کے قافلہ میں شامل ہیں (الحمد للہ) مدرس ومقرر کی صلاحیت کے حامل ہیں۔ ناظم دعوت کے علاوہ حلقہ کے ناظم نشر واشاعت ہیں وہ انجمن خدام القرآن بلوچستان کے صدر کی ذمہ داری بھی نبھاتے آئے ہیں۔ ندائے خلافت باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے موجودہ امیر جناب شجاع الدین شیخ کی متحرک شخصیت سے بہت سی امیدیں اور توقعات رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے امیر قافلہ کی متحرک شخصیت سے رفقاء کو بھی متحرک بنادے۔ آمین

۞ محترم جاوید اقبال حلقہ لاہور شرقی گڑھی شاہو کی تنظیم میں شامل ہیں۔ گزشتہ 12 سال سے تنظیم اسلامی سے وابستگی رکھتے ہیں۔ اپنے بیٹے کے ہمراہ شریک اجتماع ہیں۔ ندائے خلافت اور ماہنامہ میثاق سے رابطہ منقطع ہے؟

نئے امیر جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی قیادت وامارت سے اجتماع کے نظم میں بھی بہتری آئی ہے۔ ان کے خیال میں کراچی کی تنظیم اپنی سرگرمیوں کے اعتبار سے حلقہ لاہور سے بہت آگے ہیں۔ حلقہ لاہور کے ذمہ داران کو اس حوالے سے بہتر منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔

۞ محترم محمد کاشف جلیل کا تعلق کراچی وسطی سے ہے۔ گزشتہ 21 سال سے تنظیم سے وابستہ ہیں۔ اجتماع میں سکیورٹی کی ڈیوٹی کی ذمہ داری ادا کی۔ تنظیم کی دعوت کے مرکز ومحور قرآن وحدیث سے رہنمائی لیتے ہوئے تنظیم اسلامی کی سربلندی کے لیے انقلابی طریقہ کار پر عمل کرنا ہے۔

۞ محترم نور الوریٰ حلقہ لاہور شرقی کے امیر ہیں۔ قرآن کالج، لاہور سے فارغ التحصیل ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم کے حامل ہیں۔ نقیب، نقیب اعلیٰ، مقامی امیر، معاون امیر حلقہ کی ذمہ داریوں پر فائز رہ چکے ہیں۔

تنظیم کی امارت میں تبدیلی کے بعد تنظیم کی دعوت اور تعارف میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، ندائے خلافت اور میثاق کے مطالعہ سے کچھ دوری ہے۔ تنظیم اسلامی کے نئے امیر کا سوالوں کے جوابات دینے کا انداز بہت خوب ہے، اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ۔ (آمین)

دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ کبھی کبھار خطاب جمعہ کی ذمہ داری بھی ادا کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ کراچی کی ہر دل عزیز اور متحرک علمی اور عملی شخصیت محترم انجینئر نوید احمد (مرحوم) کی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہیں، معمول کی تنظیمی اور دعوتی سرگرمیوں میں شرکت کے باوجود بعض رفقاء پر غفلت و سستی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ موصوف نے بھی ''مدرسین'' کی بہتات اور مقررین کی ''کم یابی'' کا اعتراف کیا۔

۞ محترم عبداللہ فرخ کا تعلق کراچی سے ہے۔ پہلی دفعہ اجتماع میں شریک رہے۔ اے لیول درجے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تنظیم کی فکر اور طریقہ کار کو سمجھ رہے ہیں۔ اجتماع میں شرکت کے تجربے سے خود کو محفوظ کر رہے ہیں۔ اجتماع میں شرکت کو ایک خوشگوار تجربہ قرار دیا۔

۞ محترم محمد عقیل خان کا تعلق آزاد کشمیر، باغ سے ہے۔ ملتزم رفیق ہیں۔ 2012 سے تنظیم کے رفیق ہیں۔ قرآن اکیڈمی کراچی یاسین آباد سے دو سالہ رجوع الی القرآن مکمل کر چکے ہیں۔ سرکاری سکول میں استاد ہیں اور ایم فل کی تکمیل میں مصروف عمل ہیں۔

اسلام آباد، آزاد کشمیر کے رفقاء نئے امیر کی قیادت میں اب زیادہ استحکام اور نیا جوش و خروش محسوس کر رہے ہیں۔ نئے امیر کی خوبیوں کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ بہت زیادہ متحرک ہیں، کھل کر بات کرتے ہیں، اپنائیت کا اظہار کرتے ہیں، عوامی انداز کے حامل ہیں۔ خوئے دل نوازی کے مجسم پیکر ہیں۔ تنظیم اسلامی کا فکر بھی جامع ہے اور دعوت کا انداز اور طریقہ کار بھی منفرد ہے۔ ''جہاد'' کا بیان اور جہاد کے مراحل و لوازم کو بھی پوری قوت سے بیان کرنا تنظیم کی خاص پہچان ہے۔

۞ محترم وسیم احمد تنظیم اسلامی کے بانی امیر ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کے دست راست جناب قمر سعید قریشی کے ذریعے تنظیم میں 1993ء میں شامل ہوئے۔ نقیب اُسرہ، مقامی امیر، ناظم نشر و اشاعت حلقہ لاہور، نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ ''زمانہ گواہ ہے'' کے پروگرام کے اینکر پرسن اور روح رواں ہیں۔ اجتماع گاہ کے حوالے سے مختلف تجاویز سے نوازا۔ تنظیم اسلامی کی سرگرمیوں کی تشہیر میں کمی کے عنصر کو دور کرنا چاہیے۔

۞ محترم ڈاکٹر محمد عابد بٹ تنظیم اسلامی شاہدرہ فیروز والہ سے 1989ء میں تنظیم سے وابستہ ہوئے۔ تنظیم میں شمولیت سے قبل علامہ احسان الٰہی ظہیر، عبدالقادر روپڑی، محمد حسین شیخوپوری اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطابات شوق سے سنتے رہے ہیں۔ ٹی وی پر الھدیٰ پروگرام بھی سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سالانہ اجتماع میں زیر بحث موضوعات اور مقررین کی تقاریر کو تسلی بخش قرار دیا۔

تنظیم کی صف دوم کی قیادت میں مختار حسین فاروقی مرحوم سے متاثر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا شمار تنظیم اسلامی شاہدرہ، فیروز والا اور حلقہ لاہور شرقی کے بہترین امراء میں ہوتا ہے۔ موصوف آئی سرجن ہیں۔ اور اس وقت لاہور غربی جوہر ٹاؤن تنظیم سے وابستہ ہیں۔

۞ محترم طاہر سلیم مغل کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے۔ 1994ء سے تنظیم اسلامی کے رفیق ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ جناب شجاع الدین شیخ کی امارت تنظیم سے رفقاء کے دعوتی و تنظیمی سرگرمیوں میں نیا جوش و ولولہ پیدا ہوا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا پر موجودگی سے امیر تنظیم کا تعارف آسان ہو گیا ہے۔ پہلے کی نسبت اجتماع میں حاضری بھی زیادہ ہے۔

۞ محترم حمزہ احمد مقامی امیر فیروز پور روڈ، حلقہ لاہور شرقی محترم رانا سہیل انجم کی وساطت سے پہلی مرتبہ اجتماع میں شریک ہوئے۔ جماعت نہم کے طالب علم ہیں۔ سالانہ اجتماع کے انتظامات اور پروگراموں سے پوری طرح مطمئن ہیں۔

۞ محترم التمش محمود کا تعلق حلقہ گوجرانوالہ سے ہے۔ موصوف نعیم صفدر بھٹہ کے ذریعے بطور حبیب اجتماع میں شریک ہوئے۔ چوتھی مرتبہ سالانہ اجتماع میں شریک ہوئے۔ درسِ قرآن اور دورۂ ترجمہ قرآن کے ذریعے تنظیم سے متعارف ہوئے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل مطالعہ کر چکے ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے فزیو تھراپسٹ ہیں۔ تنظیم سے فکری اور نظری وابستگی کے باوجود ابھی تک تنظیم میں شامل نہیں ہوئے۔ منظم طریقے سے تنظیمی دعوت کے انداز کو بہترین سمجھتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اب میں تنظیم اسلامی میں شمولیت کے بارے میں سوچ بچار کر رہا ہوں۔

۞ محترم ڈاکٹر ذوالقرنین اکرم کا تعلق لاہور سے ہے۔ چھ ماہ قبل ہی تنظیم اسلامی میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ دورہ ترجمہ قرآن کے ذریعے تنظیم کے فکر اور منہج سے آگاہ ہوئے۔ ندائے خلافت اور میثاق کے مستقل قاری ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسمیع سے متاثر ہیں۔

۞ محترم محمد عبداللہ باسط تنظیم میں باقاعدہ شامل نہیں ہیں، لاہور سے تعلق ہے۔ تنظیم کی نمایاں خوبی کے بارے میں کہا کہ تنظیم اسلامی دین پر عمل کرنے والے بامقصد لوگوں کا قافلہ ہے۔ اجتماع کے بارے میں کہا کہ تقاریر کی تعداد بہت زیادہ رہی ہے۔ جو کہ تھکا دینے والا عمل ہے۔

محترم شجاع الدین شیخ کے امیر تنظیم بننے سے رفقاء کا جذبہ اور ذوق و شوق بڑھا ہے۔

اجتماع کی حاضری میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

۞ محترم ڈاکٹر سید اقبال حسین گزشتہ 42 سال سے تنظیم کے ہم سفر ہیں۔ مسجد شہداء لاہور میں ڈاکٹر اسرارؒ کے درس قرآن سے متاثر ہوئے۔ بعد ازاں مسجد دار السلام میں نماز جمعہ ادا کرنے لگے۔ یوں تنظیم میں شمولیت کی راہ ہموار ہو گئی۔ لاہور سے شاہدرہ کے علاقہ میں منتقل ہوئے۔ تو تنظیم کے نقیب، مقامی امیر، ناظم مالیات، مرکزی شوریٰ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ اس وقت بھی شاہدرہ فیروز والا کی مقامی تنظیم کے مقامی امیر کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ مسجد نور الھدیٰ میں خطاب جمعہ کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ کئی مرتبہ دورہ ترجمہ قرآن میں مدرس کے فرائض بھی ادا کر چکے ہیں۔

رحمت اللہ بٹر مرحوم اور ڈاکٹر عبدالسمیع سے متاثر ہیں۔ ندائے خلافت اور میثاق کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔

۞ محترم اسامہ کا تعلق لاہور شرقی سے ہے۔ دو سالانہ اجتماعات میں شرکت کر چکے ہیں۔ بارڈر ایریا ''ہیر کرباڈھ'' کے رہائشی ہیں۔ موصوف کے والد جناب عبیداللہ اعوان تنظیم اسلامی لاہور کے پرانے جوشیلے اور مخلص رفیق ہیں۔ تنظیم اسلامی دینی جماعتوں کی فہرست میں ایک نمایاں نام ہے۔ جس میں پورے ملک سے ہر طبقہ فکر کے لوگ شامل ہیں۔

مذکورہ تعارفی تحریر سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تنظیم کی دعوت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

۞۞۞۞

Democratic Deficit of Self-declared Democracies

Biden's so-called Summit for Democracy, attended by the heads of the state of some 110 countriesdeclared its purpose as: to "Defend Against Authoritarianism, Fight Corruption and Promote Human Rights." But why did Biden fail to even mention India's egregious human rights violations much less condemn them? Equally importantly why is the torture chamber at Guantanamo Bay still holding prisoners without charge or a fair and open trial for more than 10 years? Are they not human beings that have any rights? Representative Ilhan Omar, a member of Congress and woman of color received death threats but there is little or no reaction to such criminal conduct. What kind of democracy would allow that?Is it a democracy or an oligarchy? Not surprisingly, Eric Zuess, writing in Counterpunch, declared: "American democracy is a sham, no matter how much it's pumped by the oligarchs who run the country (and who control the nation's 'news' media)." He went on: "The US, in other words, is basically similar to Russiaor most other dubious 'electoral' 'democratic' countries. We weren't formerly, but we clearly are now."

Such repeat offenders as the Zionist entity, populated by thieves and hustlers from Europe and North America, is called the 'only democracy' in the Middle East. Presumably, this entitles the Zionist thugs to kill and maim Palestinian children and women and steal their land.According to the Israeli human rights organization, B'Tselem, "At the end of September 2020, there were 4,184 Palestinian security detainees and prisoners being held in Israel Prison Service (IPS) facilities, including 254 from the Gaza Strip. In addition, 545 Palestinians, 8 of them from the Gaza Strip, were in IPS prisons for being in Israel illegally. The IPS classifies these Palestinians – both detainees and prisoners – criminal offenders."According to Addameer, the Palestinians' Prison Support and Human Rights Association, there are 4,550 Palestinian political prisoners languishing in Israeli jails. These include 500 administrative detainees, 170 children and 32 women. There are also eight Palestinian legislative council members held as prisoners. The 'only democracy' in the Middle East has a fine sense of democratic values!Torture is rampant and denial of basic rights including the denial of medication are common practices in Israeli prisons. Zionist occupied West Bank is dotted with military checkpoints where the humiliation of Palestinians is routine. Israel gets away with such criminal conduct because, well, it is the 'only democracy' in the Middle East!

And then there is India, the self-proclaimed 'largest democracy' in the world. Indian democracy, however, no longer includes the rights of religious minorities, especially Muslims and Christians. India's 200 million Muslims have faced the wrath of Hindutva fascists that insist on turning India into an exclusivist Hindu state. The current ruling party, the Bhartiya Janata Party (BJP) has its roots in the Hindu fascist outfit, the Rashtriya Swayamsevak Sangh (RSS). Between December 17 and 19, last year, at a 'Dharma Sansad' (Religious parliament) organized at Haridwar in Uttarakhand a number of Hindu leaders openly called for the genocide of Muslims. They have made no secret of their desire to turn India into an exclusivist Hindu state.Indian Prime Minister Narendra Modi's silence makes him complicit in the call for genocide!Western media and regimes that immediately go berserk if Christians are

immediately go berserk if Christians are attacked in any Muslim country, there is deafening silence about Indian crimes. Why?The US considers India an important ally. “The U.S.-India partnership is founded on a shared commitment to freedom, democratic principles, equal treatment of all citizens, human rights, and the rule of law,” says the State Department website.India’s brutal suppression of Kashmiri aspirations predates the creation of Pakistan and India in 1947. Nearly 96,000 Kashmiris have been killed by India’s 900,000 occupation forces since 1989 and more than 11,000 women have been raped. Despite such well-documented crimes, Indian officials, including Modi are welcomed in Western capitals and accorded red carpet reception.

Even the American democracy is a sham. It is evident from voter suppression in Florida in 2000 disenfranchising millions of African-Americans. Current voter-suppression laws in Georgia and Texas reconfirm this. Greg Palast has reminded us that “America has the best democracy money can buy.” Let us look at the 2020 elections for president and Congress. More than $14.4 billion were spent on these elections, the highest total since records have been kept. It was also more than double the amount spent in the 2016 election cycle. With such massive sums spent on elections, it is evident that individuals and corporations that donate large sums are able to buy candidates to do their bidding. Sheldon Adelson, the casino mogul and a notorious Zionist, before his death earlier this year, had the Republican Party in his pocket. Haim Saban, the Israeli-American, has the Democratic Party in his pocket! America indeed has the best democracy money can buy. The Zionists bought it a long time ago and that is where it stays!

***Courtesy*: Adapted from an article by Waseem Shehzad in The Truth Journal**

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس آنرز، دوسالہ دراسات کا کورس جاری، قد "5'.6، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4005100

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 32 سال، تعلیم ٹیکنیکل ڈپلومہ، گورنمنٹ جاب، کو عقد ثانی (پہلی بیوی سے بوجوہ علیحدگی) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0334-4336130

☆ گجرات میں رہائش پذیر گجر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 49 سال، تعلیم بی اے و درس نظامی، برسرروزگار کے لیے، 30 سال تک کی دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-5549739

☆ فیصل ٹاؤن لاہور میں مقیم سینئر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم فل (پولیٹکل سائنس)، عمر 25 سال، شرعی پردہ کی پابند کے لیے لاہور کے رہائشی، دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ (شادی بیاہ کی مروّجہ رسومات سے مکمل اجتناب کے ساتھ)۔ برائے رابطہ: 0334-9751067

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے چھوٹے بھائی محترم وقار احمد کی اہلیہ اور محترم حافظ عبداللہ محمود کی والدہ محترمہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0300-4001093

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلستان جوہر 2 کے رفیق عقیل احمد وفات پاگئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے ملتزم رفیق محترم محمد غلام اکبر کے والد وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0300-2334762

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی غربی کے نقیب غلام حسین کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0321-2897875

☆ حلقہ کراچی جنوبی، سوسائٹی کے ملتزم رفیق سروش گل کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0345-2208280

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے امیر شاہد حفیظ چودھری کی بھتیجی وفات پاگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.05

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore